بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۱ | بابت ماہ مئی ۱۹۱۶ء مطابق رجب ۱۳۳۴ھ | نمبر ۵

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عا طلبا سے عہ غیر ممالک سے عا

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب مہتمم ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور چودھری عبدالسلام صاحب پبلشر کے حکم سے شائع ہوا

مدینۃ المسیح علیہ السلام

پیغام بلڈنگس میں اس بات پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ مدینۃ المسیح لاہور ہے اور اب مسیح موعود کے مشن کی اشاعت یہیں سے ہوگی لیکن ۱۳ء میں ان کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ مدینۃ المسیح قادیان ہی ہے۔ چنانچہ یہ نظم پیغام صلح ۱۴ ستمبر ۱۳ء میں چھپی ہے جس کے دیکھنے سے یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ عقائد میں تبدیلی کس نے کی۔ اسی فریق نے جو اپنے پہلے اقوال کے خلاف اب اپنے معتقدات بتاتا ہے +

کل چڑھ کے سمندِ سعادت پر اک بستی میں مَیں جا نکلا
جا نکلا تو معلوم ہُوا۔ فردوسِ بریں میں آ نکلا
محفوظ سمومِ دوراں سے۔ مصئون ہجومِ طوفاں سے
معمور رضائے رحماں سے۔ وہ گاؤں چھوٹا سا نکلا
ہر وقت نسیمِ جاں پرور۔ گلیوں میں اُسکی چلتی ہے
اور کہتی ہے ہر جھونکے میں۔ کیا اپنا بخت رسا نکلا
گھنگھور گھٹائیں رحمت کی کیا جھومی جھومی آتی ہیں؟
کھُل کھُل کے جو برسیں۔ دھُل دھُل کر۔ ہر چیز پہ رنگِ صفا نکلا
جاری ہیں چشمے علموں کے۔ بہتی ہیں ندیاں عرفاں کی
ہر قطرہ خیر کثیر ہُوا۔ حکمت کا اک دریا نکلا
اِن چشموں پر ان ندیوں پر رہتا ہے لگا اک میلہ سا
دُنیا کے کونے کونے میں جو پیاسا تھا سو آ نکلا

بستے ہیں اس میں جسمانی پر جسم ہیں ان کے نورانی
یہ خاک سیہ۔ جب پاک ہوئی ہر ذرّہ اک ہیرا نکلا
کچھ گورے ہیں۔ کچھ کالے ہیں پر سارے اللہ والے ہیں
ہر رنگ میں رنگ الٰہی کا اک نقشۂ صدق و صفا نکلا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۶ء

حضرت مرزا صاحب مسیح بن مریم کیونکر ہو سکتے ہیں؟

یہ ایک سوال ہے جس کا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے مسیح بن مریم عَلَمْ ہے اور استعارہ علم نہیں ہو سکتا۔ اور معرفہ۔ مجاز نہیں لایا جا سکتا پس ضرور ہے کہ کلام نبوی میں وہی مسیح بن مریم مراد ہو۔ جو آج سے ۱۹ سو سال پیشتر بنی اسرائیل میں پیدا ہوا تھا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جب حقیقت متعذّر ہو تو مجاز ہو سکتا ہے اور ایسا ہی استعارہ عَلَم ہو سکتا ہے جبکہ ایک وصف مشہورہ اس علم کی اس میں پائی جائے۔ مثلاً حاتم ایک شخص خاص کا نام ہے اور عَلَمْ ہے مگر جب اسکی وصف مشہور کسی اور شخص میں کلّی طور پر پائی جائے تو اسے بھی حاتم کہینگے۔ اور اس صورت میں گو یہ حاتم استعارہ ہے مگر عَلَمْ ہے۔ کتب نحو میں بھی ایسا ہی لکھا ہے

وَلَا تَکُوْنُ الْاِسْتِعَارَۃُ عَلَمًا لِمُنَافَاتِہٖ الْجِنْسِیَّۃَ اِلَّا اِذَا تَضَمَّنَ الْعَلَمُ نَوْعَ وَصْفِیَّۃٍ بِوَاسِطَۃِ اِشْتِہَارِہٖ بِوَصْفٍ مِنَ الْاَوْصَافِ کَحَاتَمْ

بِالسَّخَادِ وَمَادَرُ بِالْبُخْلِ وَسَحْبَانُ بِالْفَصَاحَةِ وَبَاقِلُ بِالْفَهَاهَةِ

ترجمہ اور استعارہ علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جنسیت علم میں نہیں پائی جاتی (یعنی علم تو خاص شخص کا نام ہے) ہاں جب علم کسی خاص صفت کی وجہ سے مشہور ہو تو پھر اُسے بطور استعارہ لا سکتے ہیں جیسے حاتم سخاوت میں۔ مادر بخل میں سحبان فصاحت میں اور باقل عجز کلام میں۔ اسی طرح جب وفات مسیح ثابت ہو چکی تو چونکہ مُردوں کا اسی دُنیا میں واپس آنا خلاف سنت اللہ ہے اس لئے وہی مسیح ابن مریم مراد نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی اور مسیح ہے جس میں اُس ابن مریم کی غالب و مشہور صفات پائی جائیں اور اسی کیطرف خود وہ حدیث رہنمائی کرتی ہے جس میں ابن مریم کے آنے کی خبر ہے ارشاد ہوتا ہے:۔ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ واو حالیہ ہے۔ اور اب سوال یہ ہے کہ ذو الحال کون ہے سو اسکے لئے یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ وَلَا يَكُوْنُ لِغَيْرِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ (توضیح شرح اوضح المسالک) کہ حال یا فاعل سے ہوتا ہے یا مفعول سے۔ اس حدیث میں واو حالیہ ہے تو اس کا ذو الحال بہر حال ابن مریم ہے پس یہ معنے ہوئے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔ بحالیکہ وہ ابن مریم تم ہی میں سے (امت محمدیہ ہی میں سے) تمہارا امام ہوگا۔ پس غیر ممکن ہے کہ وہی بنی اسرائیل کا ابن مریم نازل ہو۔ کیونکہ حدیث میں جس ابن مریم کے نزول کی خبر ہے وہ تو منکم یعنی امت محمدیہ ہی کا ایک فرد ہے۔ شارحین حدیث بھی یہی سمجھے ہیں چنانچہ فتح الباری میں ہے۔ معنی قوله وامامکم منکم یعنی اَنَّهٗ يَحْكُمُ بِالْقُرْاٰنِ لَا بِالْاِنْجِيْلِ امامکم منکم سے یہ مُراد ہے کہ وہ قرآن مجید سے حکم کرنے والا ابن مریم ہے نہ کہ انجیل والا ابن مریم۔ اسکی تائید میں وہ روایت ہے جو صحیح مسلم میں ہے حدثنی محمد بن حاتم بن میمون حدثنا یعقوب بن ابراهیم حدثنا ابن اخی ابن شهاب عن عمه اخبرنی نافع مولی ابی قتادة الانصاری انه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله صلعم كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ فَاَمَّكُمْ قال الطيبي المعنى يُؤمُّكُم عيسى حال كونه فِيْ دِيْنِكُمْ فرمایا رسول اللہ صلعم نے تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا پس وہ تمہاری امامت کرے گا۔ طیبی نے کہا اسکے

معنے یہ ہیں کہ وہ آنیوالا عیسیٰ تمہاری امامت اس حال میں کرے گا کہ وہ تمہارے دین میں داخل ہوگا امت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نبی عہدۂ نبوت سے معزول ہو کر امتی نہیں بنایا جاتا۔ پس یہ دونو حدیثیں جہاں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ آنیوالا عیسیٰ ابن مریم وہ پہلا عیسیٰ نہیں بلکہ اسی امت محمدیہ کا ایک فرد اکمل ہے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ دو شخص نہیں بلکہ ایک ہی وجود با جود ہے کیونکہ و امامکم منکم کے معنی شارحین حدیث نے یہ نہیں فرمائے کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا اور[1] مہدی تمہارا امام ہوگا بلکہ یہی کئے ہیں۔ اور از روئے قواعد نحو بھی یہی ثابت ہوتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا اور وہی امت محمدیہ کا ایک فرد اکمل تمہارا امام ہوگا۔ اگر امامکم منکم سے دوسرے معنوں کا اشتباہ ہو سکتا تھا تو مسلم کی روایت فامکم اور یومکم حال کو نہ فی دینکم نے ان معنوں کی تعیین کر دی کہ امامکم منکم سے وہی ابن مریم مراد ہے کوئی الگ شخصیت اور علیحدہ مہدی مراد نہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جس ابن مریم کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ اسرائیلی ابن مریم نہیں بلکہ محمدی ابن مریم ہے جو غالب و مشہور صفات پہلے ابن مریم کی اپنے اندر رکھتا ہے اسکی مؤید وہ حدیثیں ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلا ابن مریم کوئی اور وجود ہے اور دوسرا کوئی اور۔ کیونکہ پہلے کا حلیہ ہے سرخ رنگ گھونگریالے بال۔ اور دوسرے کا حلیہ ہے گندمی رنگ۔ سیدھے بال +

ملاحظہ ہو حدیث اول۔ عن ابن عمر قال۔ قال النبی رَاَیْتُ عیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم فاما عیسیٰ فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِیْضُ الصَّدْرِ (دیکھے عیسیٰ اور موسیٰ اور ابراہیم کو دیکھا۔ عیسیٰ سرخ رنگ۔ گھونگریالے بال چوڑے سینے والا) (بخاری) +

حدیث دوم۔ قال۔ قال عبد اللہ ذَکَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمًا بَیْنَ ظَہْرانِی النَّاسِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ × × × فَاَرَانِی اللَّیْلَ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ فِی الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ کَاَحْسَنِ مَا تَرٰی مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُہٗ بَیْنَ مَنْکِبَیْہِ رَجِلُ الشَّعْرِ یَقْطُرُ رَاْسُہٗ مَاءً وَاضِعًا یَدَیْہِ عَلٰی مَنْکِبَیْ رَجُلَیْنِ وَھُوَ

[1] اگر اس واو کو عطف بناؤ گے تو اپنے مسلمات کے روسے آپ کو ماننا پڑیگا کہ امام مہدی بھی آسمان ہی سے نازل ہوگا۔ ۱۲

یَطُوفُ بِالْبَیْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِیْحُ بْنُ مَرْیَمَ۔

مَیں نے کعبہ کے نزدیک دیکھا کہ ایک شخص بہت خوبصورت گندمی رنگ۔ اس کے بال کندھوں پر پڑ رہے تھے سیدھے بال۔ بالوں سے گویا پانی ٹپک رہا تھا۔ وہ شخصوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے وہ طواف کر رہا ہے خانہ کعبہ کا۔ مَیں نے کہا یہ کون ہے تو لوگوں نے کہا یہ **مسیح بن مریم** ہے۔ دیکھئے پہلے مسیح کا ذکر حضرت موسیٰ کے ساتھ کیا۔ تا ظاہر ہو کہ وہ ابن مریم جو اُن کا خلیفہ تھا وہ سُرخ رنگ گھونگریالے بالوں والا تھا۔ اور اس ابن مریم کا ذکر مسیح الدجّال کے ساتھ کیا تا ظاہر ہو کہ **دجّال** کو ہلاک کرنے کے لئے **جو ابن مریم** آنے والا ہے وہ اَور ہے جو گندمی رنگ اَور سیدھے بالوں والا ہے۔ پس یہ حدیثیں بھی ثابت کرتی ہیں کہ **مسیح ابن مریم** اسرائیلی ابن مریم مُراد نہیں۔ دوم یہ کہ اُس آنیوالے کو۔ ابن مریم۔ بوجہ وصف مشہورہ پہلے ابن مریم کے۔ کہا گیا ہے اور یہ استعارہ ہے +

مندرجہ ذیل کتب ضرور منگوائیں

درثمین اُردو	۵/	ادعیۃ الاحادیث	۳/	طبیب روحانی	۱۰/
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	۱/	ادعیۃ القرآن	۲/	مجموعہ الہامات حضرت اقدس	
ہدایات درباره معاملات	۱/	خطبات نور حصہ اول و دوم	۱۲/	حصہ اوّل و کشوف ہر سہ حصہ	۸/
ثنائی ہرزہ درائی	۲/	ثنائی چکر	۱/	علمائے خلف	۸/
ختم نبوت کی حقیقت	۸/	تذکرۃ المہدی	۱۲/	اسرار روایات کربلا	۱/
حقیقت نماز	۶/	القاء ربانی	۶/	البلاغ المبین	۱/
نعمۃ اکمل حصہ دوم سوم	۳/	غلامی	۳/	عصمت الانبیاء	۷/

ظہور المہدی

جسمیں عقائد جماعت احمدیہ پر از روئے آیات قرآنی و احادیث صحیحہ مکمل بحث ہے اور مسیح بن مریم کی وفات۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے تمام دعاوی کا ثبوت بالتفصیل مرقوم ہے ایسی جامع اور پھر مختصر کتاب احمدیہ لٹریچر میں اور کوئی موجود نہیں +

قیمت بجائے ۱۲/ کے صرف ۸/

نبوّت مسیح موعودؑ پر بحث

از روئے قرآن مجید و احادیث

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے اثنائے بحث میں جو آخری تحریر حکیم محمد شاہ نواز صاحب راولپنڈی کو بھیجی وہ یہ ہے۔ امید ہے کہ بہت سے شبہات و اوہام کے ازالہ کا موجب ہو گی۔ (ایڈیٹر)

الحمد للہ الذی جعل عیسٰی خاتما وعلما لانبیاء بنی اسرائیل غضباً علی الیہود۔ والصلوٰۃ والسلام علی محمد الذی صار خاتما ورحمۃ للعالمین فضلاً من اللہ الودود۔ وعلیٰ آلہ ومسیحہ الذی ثبت بنبوتہ فضل خاتمہ وکان حصاما لاشیاع الجحود۔ فمرحباً للممیزین فی الخاتمین حافظین للحدود۔ اما بعد حکیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپ کے جواب کی طرف اس واسطے جلدی توجہ نہ کی کہ آپ کا یہ پرچہ ان دلائل بے معنی سے مملو تھا جن دلائل کو غیر احمدی لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں پیش کر کے بارہا جواب لے چکے ہیں مگر آج ۱۲۔ جنوری غلام ربانیؓ کے کہنے سے جواب دینا از سرِ نو ضروری سمجھا گیا۔ لہذا ملتمس ہوں کہ آپ نے بڑا زور اس بات پر دیا ہے کہ اگر مسیح موعود کو نبی مانا جائے تو آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی اور لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کی نفی کرنی پڑتی ہے۔ اسواسطے بجائے اس کے کہ آپ ان حدیثوں اور ان حدیثوں میں جنہیں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے تطبیق کرتے۔ اُلٹا سرے سے مسیح موعود کی نبوت کی ہی نفی کر کے ان احادیث کے مکذب ٹھہرے جنہیں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اس واسطے اب میں پہلے آپ کی پیش کردہ حدیثوں اور آیت قرآنی پر مفصل بحث کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا وہ منشا ان سے ہرگز ہرگز نہیں جو آپ سمجھے ہیں اور پھر آپکی دوسری عبارت کا مجمل وکافی جواب عرض کروں گا وباللہ التوفیق۔

نبی کی تعریف از روئے قرآن شریف

(۱) پہلے میں یہ بتاتا ہوں کہ نبوت کیا چیز ہے یعنی کس شخص کو قرآن کریم اور امت مرحومہ کی اصطلاح میں نبی کہتے ہیں:- سنئے- قولہ تعالیٰ رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ ۚ یُلۡقِی الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ لِیُنۡذِرَ یَوۡمَ التَّلَاقِ - اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کی تعریف فرمائی ہے کہ کسی بندے پر خدا تعالےٰ کا کلام اس غرض سے اُترتا ہے تاکہ لوگوں کی طرف مامور اور نذیر کی حیثیت میں آوے- دوسری آیت میں اس کلام کو غیب کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے- قولہ تعالےٰ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ - یعنی خدا تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو- پس قرآن کریم کی اصطلاح میں نبی اور رسول اس شخص کو کہتے ہیں جس پر بکثرت امور غیبیہ اس غرض سے ظاہر ہوں کہ اسکو نذیر بنا کر بھیجا جاوے +

نبوت کی تعریف فتوحات مکیہ میں

اور فتوحات مکیہ میں نبوت کی تعریف یوں لکھی ہے اِنَّ النُّبُوَّۃَ خِطَابُ اللّٰہِ تَعَالیٰ اَوْ کَلَامُ اللّٰہِ تعالیٰ لِمَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِہٖ فِی ھَا بَیْنَ الْحَالَتَیْنِ فِیْ یَقْظَۃٍ اَوْ مَنَامٍ وَھٰذَا الْخِطَابُ الْاِلٰہِیّ المسمّٰی بنبوۃ عَلیٰ ثَلَاثَۃِ اَنْوَاعٍ نَوْعٌ یُسَمّٰی وَحْیًا وَ نَوْعٌ یَسْمَعُ کَلَامَہٗ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ و نوع بوساطۃِ رَسُوْلٍ فَیُوْحِیْ ذَالِکَ الرَّسُوْلُ مِنْ مَلَکٍ وَ لَیْسَتِ النُّبُوَّۃَ بِاَمْرٍ زَائِدٍ عَلَی الْاِخْبَارِ الْاِلٰہِیِّ بِھٰذِہٖ الْاَقْسَامِ - یعنے نبوت صرف اس درجہ کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی اپنے بندہ سے مکالمہ مخاطبہ کرتے ہوئے نبی پکارے خواہ یہ خطاب اس کو بیداری میں ہو یا حالت نوم میں- اور یہ خطاب نبی کا اور کلام تین طرح سے ہوتا ہے ایک بذریعہ وحی- دوم بذریعہ کلام من وراء حجاب- سوم فرشتہ کی وساطت سے- پس جو اخبارات ان تینوں ذرائع سے حاصل ہوں وہی نبوت ہے نبوت کوئی الگ چیز نہیں انتہی +

نبوت کی تعریف مجدد الف ثانی کے نزدیک

امام ربانی اپنے مکتوبات میں یوں فرماتے ہیں- اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک رہینگے لیکن جس شخص کو بکثرت اُس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے- اور بکثرت امور غیبیہ اسپر ظاہر کئے جاویں- وہ نبی کہلاتا

ہے۔ حقیقۃ الوحی ص ۳۹ +

تینوں تعریفوں کا ماحصل

اب ماحصل ان تینوں حوالوں کا یہ ہوا کہ نبی اُس شخص کو کہتے ہیں۔ اوّل جسکو خدا تعالیٰ نبی کے نام سے موسوم کرے۔ دوم وہ لوگوں کیلئے نذیر بھی ہو۔ سوم کثرت سے اس پر امور غیبیہ کا اظہار بھی ہو +

یہ تعریف مسیح موعود پر صادق آتی ہے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تینوں باتیں مسیح موعود میں بھی پائی جاتی ہیں۔ (۱) یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَ۔ ترجمہ اے نبی بھوکے اور بیقرار کو کھانا کھلاؤ (۲) دُنیا میں ایک نذیر (نبی) آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ (۳) غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام (نبی) کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جسقدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے اور جسقدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ پس ثابت ہوا کہ جناب مسیح موعود علیہ السلام از روئے تعریف قرآن و فرمان حدیث و اقوال فضلائے امت و مشاہدہ کے نبی اللہ ہیں +

کیا لا نبیّ بعدی میں لا نفی جنس کا ہے

(۲) حدیث لا نبی بعدی میں صرف لا کس نبوت کی نفی کرتا ہے واضح ہو کہ یہ لا اس طرح کا نہیں کہ جسکو اصطلاح نحویین میں لا نفی جنس کہکر ہر ایک طرح کی نفی کرنیوالا سمجھا جاتا ہے کہ جس سے ایک فرد بھی باہر رہنا منع سمجھا جائے کیونکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ مبشرات جو ایک قسم کی نبوت ہے وہ باقی ہے۔ نیز تمام علمائے امت کا اس پر اجماع ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام نبی اللہ ہی ہونگے۔ جب مزعوم جنس نبوت کی نفی ہو گئی تو ایسی نفی میں تمام قسم کے نبی خواہ مجازی ہوں یا حقیقی۔ ظلی بروزی ہوں یا مستعارہ۔ اصلی ہوں یا نقلی غرض ناقص ہوں یا کامل سب کی نفی

اس حرف لا نے کر دی اور یہ امت مرحومہ بجائے **افضل الامم** ہونیکے **انقص الامم** ٹھہری۔ پھر صرف یہی خرابی نہیں بلکہ بہت سا حصہ احکام قرآنی و حدیثیہ کا اس طرح کا لا ماننے سے چھوڑنا پڑیگا۔ مثلاً حدیث صحیح میں آیا ہے کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ یعنی کسی قسم کی نماز بغیر الحمد کے نہیں ہوتی۔ اور لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ ہمسایہ مسجد کی نماز بغیر مسجد کے نہیں ہوتی۔ یہاں بھی آپکا وہی لا۔ لا نبی بعدی والا ہے جسکے معنے آپکے خیال کے مطابق اور علم عقل کے موافق یہ ہوئے کہ کسی طرح کا نمازی ہو خواہ نفل پڑھے یا فرض بیمار ہو یا تندرست۔ مدرک فی الرکوع ہو یا غیر۔ اسکی نماز بغیر الحمد پڑھنے اور مسجد کے نہیں ہوتی۔ حالانکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے نوافل گھر میں پڑھنے چاہئیں۔ اور مدرک فی الرکوع کی نماز بغیر الحمد کے ہو جاتی ہے ؛

اصل بات کیا ہے

اب میں آپ کو اصل حقیقت کیطرف متوجہ کرتا ہوں اور بتلاتا ہوں کہ آپکو غلطی لگی ہے کہ قواعد نحویہ کو آپ کلیہ اور یقینیہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اکثریہ اور ظنیہ ہوتے ہیں للاکثر حکم الکل القلیل کالمعدوم ان کا مشہور مقولہ اسپر شاہد ہے + اور **دوسری** غلط فہمی آپ کو اس حدیث لا نبی بعدی کے سمجھنے میں یہ ہوئی ہے کہ آپکو معلوم نہیں کہ بعض اوقات مثبت منفی بھی امور اضافیہ میں سے ہو جاتے ہیں۔ جب وہ اضافت الگ کر لیجائے تو وہ حکم منفی۔ منفی نہیں رہتا مثلاً قَالُوْا لَا ضَیْرَ جو ساحرانِ موسیٰ نے فرعون سے کہا تھا تو باضافت اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ تھا ورنہ تکلیف اظہر من الشمس ہے۔ پس یہی حال لا نبی بعدی کا سمجھو (یعنی نبوت کی نفی خاتم النبیین کے مقابل ہر صاحب شریعت یا براہ راست نبوت کی ہے نہ مطلق نبوت کی) (۳) نیز آپ یہ بات قرآن شریف اور حدیثوں میں بھی پائینگے کہ ایک حکم عام دیا گیا ہے اور اسمیں سے کسی فرد کو خاص طور سے علیحدہ رکھ لیا جاتا ہے اور وہ فرد اسکی عمومیت میں کوئی نقص نہیں لاتا خاصکر علم نحو و صرف میں تو لفظ شاذ و نادر رکھ کر ایسا بھی کر دیتے ہیں اور ایسے حکم کو اصول فقہ میں عموم خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ سے تعبیر کرتے ہیں جیساکہ حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ میں نبی کریم نے نفی عام نماز کی کر دی۔ پھر دوسری جگہ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً فَقَدْ

اَدْرَکَ سِجْدَۃً فرما کر مدرک فی الرکوع کو رخصت دیدی اور اسے حکم عام سے بخصوصیت باہر رکھ لیا۔ اب جو شخص حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتٰب اور لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد کو ہی مد نظر رکھے اور حدیث مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً فَقَدْ اَدْرَکَ سَجْدَۃً اور خَیْرُ صَلٰوۃِ الْمَرْءِ فِی بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوبَہ کیطرف نظر تک نہ کرے۔ اور یہ یقین کرے کہ چونکہ نبی کریم نے ہر ایک طرح کی نماز کی نفی کردی ہے۔ اسواسطے نوافل کیلئے مسجد میں جانا اور مدرک الرکوع کیلئے الحمد پڑھنا ضروری ہے۔ تو یہ اسکی سراسر بے انصافی ہوگی کیونکہ اسوقت وہ شخص نبی کریم صلعم کے قول مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً اور خَیْرُ صَلٰوۃِ الْمَرْءِ کی تکذیب کررہا ہے۔ اور یہ نہیں سمجھتا کہ لاصلوۃ کہتے وقت نبی کریم صلعم کا منشاء نوافل اور مدرک الرکوع کے بغیر تھا۔ پس یہی حال لانبی بعدی کا بھی سمجھ لو۔ کیونکہ دوسری جگہ نبی کریم صلعم نے نبی اللہ مسیح موعود کو فرمایا ہے تو جس طرح لاصلوۃ کی نفی عام میں من ادرک رکعۃ اور خیر صلوۃ المرء سے کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ اسی طرح لانبی بعدی کی نفی عام میں عیسیٰ نبی اللہ کا آنا خلل انداز نہیں۔ ایسا ہی بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنے امام کا قرآن پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ دوسری روایت میں ہے وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا یعنے جب امام قرآن پڑھے خاموش ہو جاؤ۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پیچھے قرآن پڑھتا تھا بعد نماز آپنے اسکو منع فرمایا۔ اب اگر کوئی شخص ان حدیثوں کو استدلالاً پیش کرے اور موجودہ حنفیوں کی طرح فاتحہ خلف الامام حرام ہونے کا فتویٰ دیدے تو یہ حرکت اسکی سراسر جہالت اور غلطی پر مبنی ہوگی۔ کیونکہ جس رسول مقبول صلعم نے ان احادیث میں امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے اُسی نے دوسری جگہ لاتفعلوا بشیءٍ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ فرماکر فاتحہ پڑھنے کی خصوصیت کردی۔ یہی حال لانبی بعدی اور عیسیٰ نبی اللہ کا ہے +

نیز آپ غور فرماویں کہ ایک شخص اگر یہ اعتقاد رکھ لے کہ قرآن شریف میں جو وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ یعنے ہر ایک رسول اپنی قوم کی زبان میں ہی بھیجا گیا ہے آیا ہے چونکہ من رسول نکرہ حیز نفی میں واقع ہونے سے فائدہ عمومیت کا دیتا ہے اسواسطے محمد رسول اللہ صلعم بھی صرف عربوں کیطرف ہی مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ دوسرے ملک کی قومیں ان کی رسالت میں

شامل نہیں۔ چنانچہ ایک فرقہ عیسائیوں کا ایسا بھی ہے جس کا یقین ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت صرف عرب کے لئے ہی مخصوص تھی۔ تو اس شخص کا یہ استدلال بالکل غلط ہوگا۔ کیونکہ جس احکم الحاکمین نے یہ اصول عامہ بیان فرمایا ہے کہ تمام رسول صرف اپنی اپنی قوموں کی زبان میں ہی آئے ہیں۔ اسی نے دوسری جگہ محمد رسول اللہ صلعم کے حق میں وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ فرما کر اس اصول عامہ سے باہر رکھ لیا۔ جس سے یہ سمجھا گیا۔ کہ سوائے محمد رسول اللہ صلعم کے تمام انبیاء علیہم السلام مختص القوم والزمان تھے۔ ایسا ہی جس نبی کریم صلعم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرما کر عام نفی کی ہے اسی نے دوسری جگہ عیسیٰ نبی اللہ کا ارشاد سنا کر بتلا دیا کہ یہ قاعدہ باستثنائے مسیح موعود کے دوسرے مجددین و اولیائے امت کیلئے ہے۔ نیز اگر ایک شخص لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ سے یہ استدلال کرے کہ محمد رسول اللہ کا انذار حقیقی صرف خطۂ عرب کے لئے ہی تھا دوسرے ممالک مجازاً آپکی تبلیغ میں شامل ہیں اور لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ سے آنکھیں بند کر لے تو یہ اس کا تجاہل ہوگا۔ اس طرح کی مثالیں قرآن و حدیث میں بہت سی ہیں کہ ایک حکم عام دیا گیا ہے اور ایک آدھ فرد کو کسی خصوصیت سے باہر رکھ لیا ہے بعض وقت اس کا دوسری جگہ تذکرہ کر دیا ہے جس سے اسکی خصوصیت سمجھی جاوے مگر اس سے اصل حکم میں کوئی تناقض واقع نہیں ہوا۔ پس یہی حال لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور عیسیٰ نبی اللہ میں ہوا ہے + پھر غور فرمائیے صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَكَانَ نَبِیًّا یعنے اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اور یہ ارشاد آپ کا نزول آیت خاتم النبیین کے بعد ہے پس باوجود خاتم النبیین کی آیت کے اپنے بیٹے کی نسبت یہ فرمایا کہ وہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ کیا صاف اور بین دلیل اس بات کی نہیں ہے؟ کہ نفس نبوت کی نفی نہیں کی گئی ورنہ ماننا پڑیگا کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلعم نے ایک صریح جھوٹ و خلاف واقعہ بات نعوذ باللہ کہی +

حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

(۳) لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ سے کیا مراد ہے اور مبشرات کو نبوت از روئے احادیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اس حدیث کے یہ معنے کرنے کہ ہر ایک طرح کی نبوت باقی نہیں رہی غلط ہیں کیونکہ مبشرات تو خود ایک قسم کی نبوت ہے۔ دوم لم یبق نفی جحد ہے جو انکار ماضی کے لئے آتا ہے تو کیا جب نبی کریم صلعم نے یہ ارشاد فرمایا تھا

تو اس کے بعد آپ بھی سوائے مبشرات کے اور کسی نبوت کے حامل نہ رہے تھے۔ ضرور آپ اس حدیث میں کوئی مقدر مانینگے یعنے لم یبق کی تاویل لا یبقی اور من النبوۃ سے من بعدی وغیرہ نکالینگے۔ کیوں ؟ صرف اس لئے کہ ہمارے معتقدات میں سے ہے کہ نبی کریم صلعم تمام عمر ہی نبوت کاملہ تامہ تشریعیہ کے حامل رہے ہیں۔ اسواسطے یہ تاویل اور مقدر ماننا پڑا۔ اسی طرح ہمارے معتقدات میں سے ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ ہوگا۔ پس اس حدیث میں یہ **پہلی غلطی** ہے جو آپ لوگوں کو لگی ہے۔ یعنے ایک اعتقاد کے لئے محذوف مانا جاتا ہے اور دوسرے کیلئے نہیں +

اور دوسری **غلطی** یہ ہے کہ المبشرات کو آپ جزء النبوۃ کا اس لئے سمجھتے ہیں کہ وہ النبوۃ کا مستثنیٰ واقع ہوا ہے حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ ہی مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ کا جزو ہی ہوا کرے جس سے اسپر مستثنیٰ منہ کا اطلاق ہی نہ ہو سکے۔ خاصکر یہاں تو اس طرح کا جزو ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ابن ماجہ میں یہ حدیث یوں آئی ہے۔ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یعنے نبوت مبشرات سے رؤیائے صالحہ باقی ہیں۔ اور صحیح بخاری میں ہے قالوا اما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ۔ اصحاب نے عرض کیا۔ مبشرات کیا چیز ہیں تو نبی کریمؐ نے فرمایا مبشرات رؤیا صالحہ ہیں۔ جب نبی کریم صلعم کے ارشاد کے بموجب مبشرات اور رؤیا صالحہ ایک چیز ہوئی اور پھر حدیث ابن ماجہ میں مستثنیٰ (الرؤیاء الصالحہ) کے مستثنیٰ منہ (مبشرات) واقع ہونے سے عبارت غلط نہیں ہوتی بلکہ صحیح رہتی ہے تو اسی طرح اگر النبوۃ اور المبشرات صورت استثنا میں آجائیں تو ان کے بھی معانی نہیں بگڑینگے۔ اب دیکھئے آپ کے معنے سے (کہ مبشرات اور النبوۃ کو جزو کل کی نسبت ہے) یہ خرابی لازم آتی ہے کہ حدیث لم یبق من مبشرات النبوۃ کے معنے بھی یہی ہونگے کہ مبشرات کی ایسی جزو رؤیا صالحہ ہیں جسمیں مبشرات کی حقیقت مفقود ہے۔ دیگر بموجب تفسیر نبوی بعض مبشرات اور رؤیا صالحہ حقیقتاً ایک ہی ہیں۔ ایسا ہی دیگر بعض مبشرات اور نبوت کا حال ہے +

پھر **تیسری غلطی** آپ کو یہ لگ رہی ہے کہ مستثنیٰ منہ کا جو جزو مستثنیٰ کے رنگ میں لفظا مذکور ہو۔ اس کے سوا تمام اجزا مستثنیٰ منہ کا ہی حکم رکھتے ہیں (یعنی نہیں رہے اور لم یبق میں آگئے) جسکے باعث آپ اس حدیث کے یوں معنے کرتے ہیں کہ نبوت کے اجزاؤں میں سے صرف

مبشرات کی جز ہی باقی ہے۔ باقی اجزاء نہیں۔ حالانکہ یہ بات مخالف احادیث صحیحہ ہے۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ لَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَةُ امْرَءَةُ فِرْعَوْنَ اور وَمَا مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّهُ الشَّیْطَانُ غَیْرُ مَرْیَمَ وَابْنِهَا۔ ان حدیثوں کے معنے آپ کی سمجھ اور علم کے مطابق یہ ہوئے کہ عورتوں میں سے صرف آسیہ امرءۃ فرعون اور مریم بنت عمران ہی کاملتان ہوئی ہیں دیگر سب عورات ناقصات ہیں حتّٰی کہ حضرت عائشہ خدیجہ فاطمہ علیہن السلام اور انبیاء علیہم السلام بھی مس شیطان سے نہیں بچے۔ بلکہ ہمارے نبی کریم صلعم بھی کیونکہ آپ کے مستثنٰی نے حصر کر دیا کہ سوائے آسیہ اور مریم اور ابن مریم کے نہ کوئی مس شیطانی سے بچا ہے اور نہ کوئی کاملات گذری ہیں۔ یا شائد آپ یوں فرما دینگے۔ کہ مریم و ابن مریم تو حقیقی طور پر مس شیطانی سے محفوظ ہے اور نبی کریم صلعم یا دیگر انبیاء مجازی اور طفیلی طور پر۔ مگر ایسا دعویٰ بلا دلیل ہی ہوگا۔ اور اگر یہاں انحصار نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف اور حدیث نے ان کے ماسوا بھی دوسروں کو مس شیطانی سے وعدہ حفاظت کا فرمایا ہے اور کاملات بھی گذری ہیں (اسی طرح دوسرے مقام پر آنیوالے کو عیسٰی نبی اللہ کہا گیا ہے) اسواسطے جب یہاں بھی (لم یکمل میں) انحصار نہیں تو لم یبق من النبوۃ الا المبشرات میں بھی اجزاء مبشرات پر انحصار نہ رہا۔ پس لم یبق من النبوۃ کے یہ معنی کرنے کہ نبوۃ عامہ حقیقۃ میں سے صرف جزو مبشرات ہی باقی ہے صحیح نہ رہے بلکہ جس طرح ان اشاں مذکورہ میں انحصار نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ ان افراد مذکورہ کے ماسوائے اور کئی افراد ہزاروں کی تعداد میں ان مذکورین سے بڑھ کر ہیں جنپر کاملات اور عدم مس شیطانی کا اطلاق حقیقۃً صادق آتا ہے اور عبارت استثنائیہ میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔ اور وہ وجود مستثنٰی سے ذکراً باہر رہکر بھی اس میں داخل سمجھے گئے ہیں۔ تو یہی صورت نبوت مسیح موعودؑ کے بارے میں سمجھ لیں +

صحیح معنی اس حدیث کے

اب ہم حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے اصلی اور حقیقی معنے جو مطابق عقیدہ مسیح موعود و جماعت احمدیہ و قواعد نحویہ ہیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ من النبوۃ سے مراد یا تو خاص نبوت محمدیہ (جو حاملہ کمالات نبوت عامہ یا شریعت جامعہ ہے) ہوگی کیونکہ لفظ النبوت معرف باللام ہے اور المبشرات سے نبوت غیر تشریعی مراد ہے۔ جو اس خاص نبوت تشریعی کی قسیم اور نبوت مطلقہ کی قسم ہے۔ جس طرح کہ تصو

جب مقابل تصدیق کے واقع ہو تو بشرط لاشی ہی مراد ہوتا ہے اور جس طرح تصور کی تین قسمیں ہیں ایک مطلق۔ دوم بشرط لاشی۔ سوم بشرط شے۔ اسی طرح نبوت کی تین قسمیں سمجھو۔ ایک مطلق نبوت بلا قید جسکی یہ دونوں قسمیں نبوت تشریعی و غیر تشریعی ہیں۔ پس جس طرح تصور بشرط شئے کے اجزاء تصور بشرط لاشے سے زیادہ ہیں مگر تصور بشرط لاشئے پر مجازی معنوں میں تصور کا اطلاق نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اس کو بھی حقیقۃً تصور کہا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ نبوت جو غیر تشریعیہ ہے۔ گو وہ نبوت تشریعی کی ایک جزو شریعت سے قاصر ہے مگر حقیقت نبوت کو مفقود نہیں کر دیتی اور نہ یہ صحیح ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو نہ ہونے سے حقیقت شے میں فرق آجاتا ہے کیونکہ الشّریعۃ امر زائد علے النبوۃ مشہور و منقول امت مرحومہ ہے (کمافی فتوحات المکیہ)۔

پھر ہم آپ کو یہ بتلاتے ہیں کہ ہمارے ان معانی کے مؤید جناب مسیح موعود علیہ السلام تو عموماً ہر ایک انکی کتاب پڑھنے سے نظر آتے ہیں جہاں فرماتے ہیں "کہ میں نبی ہوں" مگر چونکہ آپنے حضور فیضگنجور اعنی خلیفۃ اللہ المہدی حَکَم عدل کے معنوں پر دوسرے علماء فیج اعوج کو ترجیح دی ہے اور مسیح موعود کو اجتہادی غلطی سے متہم کیا ہے۔ حالانکہ احمدی کہلانے کی حیثیت آپکو ایسی ترجیح دینے سے مانع ہونی چاہیئے تھی (اور اگر اس لفظ احمدی پر یُوں اعتراض کرو کہ ہم مرزا صاحب کو احمد نہیں مانتے لہٰذا ہم احمدی نہیں ہیں تو یہ میری اجتہادی غلطی سمجھی جاوے) اسواسطے خاکسار شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا حوالہ تحریر کر دیتا ہے۔ ان الرسالۃ یزید علے النبوۃ بتبلیغ الاحکام للمکلفین بخلاف النبوۃ المجردۃ فانہا اطلاع علی بعض المغیبات ۔۔۔۔ فالتشریع جزء من اجزاء النبوۃ (فتوحات مکیہ)۔

مزید تشریح

اب ہم پھر دوبارہ حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات پر مفصل روشنی ڈالنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی ایک حدیث ہے جو پیغامیوں میں معرکۃ الآرا ہو رہی ہے یعنے من النبوۃ سے مطلق نبوت مراد ہے خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی یا خاص تشریعی مراد ہے۔ پہلی صورت میں الف لام النبوۃ کا جنسی یا استغراقی ہوگا۔ اور دوسری صورت میں عہد ذہنی یا خارجی عوض عن المضاف الیہ لے من نبوۃ التشریع ہوگا۔ اور المبشرات سے مُراد نبوت غیر تشریعی ہوگی۔ اور الف لام المبشرات کا عہد خارجی ہے جیسا کہ دوسری روایت لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحہ سے

ثابت ہے۔ پس پہلی صورت میں حدیث لم یبق من النبوۃ الخ کے یہ معنے ہونگے کہ ہر ایک طرح کی نبوت باقی نہیں رہی لیکن غیر تشریعی باقی ہے۔ اور دوسری صورت میں یوں معنے ہونگے کہ وہ نبوت جو مقید بشریعت ہے باقی نہیں رہی لیکن غیر تشریعی باقی ہے۔ پہلی صورت میں استثنا متصل ہوگا اور دوسری میں منقطع۔ اور یہی صورت اور معنی حدیث ذہبت النبوۃ وبقی المبشرات کے ہیں یعنے ہر طرح کی نبوۃ نہیں رہی مگر صرف غیر تشریعی باقی ہے یا یوں معنے ہونگے کہ نبوت جو مقید بشریعت تھی وہ چلی گئی۔ لیکن غیر تشریعی باقی ہے۔ حاصل مطلب ہم مبشرات کو قسم نبوت بموجب حدیث نبوی ابن ماجہ کے ٹھہراتے اور سمجھتے ہیں اور آپ مخالفت حدیث کی کر رہے ہیں۔

ایک اور حدیث پر نظر

باقی رہی آپ کی بیان کردہ حدیث کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون الخلفاء۔ اس سے آپ نے استدلال عدم نبوت مسیح پر کیا ہے۔ اس کا ایک جواب تو حدیث لانبی بعدی میں مفصل دے چکا ہوں۔ دوم یہاں لفظ سیکون قابل غور طلب ہے جو مستقبل قریب کے لئے مخصوص ہے اگر آخری زمانہ میں بھی نبی نہیں آنا تھا تو بجائے سیکون کے عبارت یکون الخلفاء چاہیئے تھی۔ چونکہ قریب عہد نبوی میں نبی کی ضرورت نہ تھی لہذا سیکون الخلفاء فرما دیا۔ فافہم وتدبر۔

ختم نبوت کے کیا معنے ہیں

خاتم النبیین سے کیا مراد ہے اور کس طرح کے نبی ختم ہوئے ہیں۔ ختم کے معنی میں آپ کو ویسے ہی غلطی لگی ہے جیسی آجکل کے غیر احمدی مسلمانوں کو لگ رہی ہے چونکہ یہ معنے ختم نبوت کے معنے جو مسیح موعود نے بیان فرمائے ہیں تحریر کئے تھے۔ مگر آپ نے اُن کو ایسا حقارت کی نظر سے دیکھا ہے کہ لکھتے ہو "یہ معنے تو عقلاً و نقلاً و لغتاً غلط ہیں" حالانکہ آپکو احمدی کہلا کر اس طرح لکھنا ٹھیک نہ تھا۔ مگر خیر اب میں آپ کو بحوالہ کتاب لغت معتبر بتلاتا ہوں کہ مسیح موعود کے معنی ہی صحیح ہیں۔ فلان ختم لک بابہ اذا اثرلک علی غیرک (لسان العرب) یعنی تیری خاطر فلاں شخص نے دروازہ بند کیا یعنے تجھے دوسروں پر ترجیح دیگئی۔ اب یہاں بھی معنے خاتم النبیین کے یہی ہیں کہ نبی کریم صلعم کو دوسرے نبیوں پر ترجیح دیگئی۔ کہ جب تک کوئی شخص آپ کی نبوت کا قائل نہ ہولے اسپر دروازہ نبوت نہیں کھلتا۔ اس صورت میں النبیین کا الف لام جنسی یا استغراقی ہوگا۔ اور جسقدر انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں سب محمد رسول اللہ کی

نبوت کا اقرار کرتے گئے ہیں اور ان کے حصول نبوت میں اتباع شرط نہ تھی۔ کیونکہ مطاع مبعوث
نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ
كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔
اور حدیث كُنْتُ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ اسپر شاہد ہے۔ اگر الف لام
النبیین کا بعضیہ ہو جیسا کہ یقتلون النبیین میں ہے۔ تو اسوقت مراد انبیائے تشریعی ہونگے
اور اسوقت خاتم یعنے اخیر ہوگا کیونکہ یہ لفظ دونوں معنوں میں آتا ہے تو جس طرح یقتلون النبیین
کے معنے کروگے (یعنی بعض نبیوں کو قتل کرتے) اسی طرح خاتم النبیین کے معنے ہونگے (یعنی صاحب
شریعت نبیوں کے خاتم) اگر ہم بطور تنزل کے غیر احمدیوں کیطرح یہ بھی مان لیں کہ خاتم بمعنے ایسے
اخیر کے ہے جسکے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا تو بھی مسیح موعود کی نبوت میں کوئی بھی حرج نہیں واقع
ہوتا۔ کیونکہ مسیح موعود کی نبوت کوئی نبی کریم سے علیحدہ ہوکر نہیں۔ بلکہ آپ میں محو ہونیکی وجہ سے آپ
ہی نبی ہیں جیسا کہ قرآن کریم نے سورہ جمعہ میں وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (عطف علی
الامیین یعنے امیون پر) ڈالکر سمجھا دیا کہ نبی کریم صلعم کی ہی دو بعثتیں ہیں اور دونوں نبوۃ
کے رنگ میں ہیں کیونکہ یہ عبارت معطوف معطوف علیہ واقع ہوئی ہے چونکہ اسلام تناسخ کا
قائل نہیں۔ لہذا محمد رسول اللہ صلعم کی دوسری بعثت بروزی رنگ میں ہوگی اور بروز مثیل
سے اخص ہوتا ہے۔ بروز محمدی کے لئے نبوت شرط ہے مثیل کے لئے نہیں۔ اور تمام امت
میں گو مثیل بہت سے ہوں مگر بروز ایک ہی ہونا تھا جسکو مسیح موعود فرمایا) تو جس طرح مسیح موعود
کا وجود باوجود عدم ذکر آیت بالا میں حقیقی طور پر موجود فی نفس الامر ہے ایسا ہی آپ کی نبوت
بھی فی نفسہ ہے گو نبی کریم صلعم کی وساطت سے ہی حاصل ہوئی ہو۔ دوم جب بار بار حدیثوں
میں مسیح موعود کو نبی اللہ (چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں بار بار آٹھ دفعہ نبی اللہ پکارا
گیا ہے) فرمایا ہے تو بباعث شہرت اور ایک ہی فرد ہونے کے اور وہ بھی نبی کریم کی ظلی
میں ہوکر نبوت پانا ختم نبوت کا ناقض نہیں ہے بلکہ مثبت ہے۔ اس لئے کہ خادم کی چیز مخدوم
ہی کی ہوتی ہے اَنْتَ وَمَا لُكَ لِاَبِيْكَ تو سو وہ نبی کریم صلعم ہے مگر آپ کے معنے تو قرآن کریم
کے سیاق سے بھی مخالف ہیں۔ مثلاً شروع آیت یوں ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ

مِن رِّجالکم وَلٰکن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن۔ اب دیکھئے جملہ خاتم النبیین حرف لاکن کے بعد واقع ہُوا ہے اور اس سے پہلے جملہ منفیہ ہے جو ابوت محمد رسول اللہ کی ہر طرح سے نفی کرتا ہے۔ اب اگر خاتم النبیین کے معنے غیر احمدیوں کیطرح یہ کئے جاویں کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آنا۔ تو یہ دونوں جملے متغائر نہیں رہینگے کیونکہ حرف لاکن سے پہلے جو جملہ ہے وہ بھی ابوت رُوحانی وجسمانی کی نفی کرتا ہے اور مابعد کا جملہ بھی اس صورت میں اسی کی ہی تائید کرے گا۔ حالانکہ حرف لاکن دو متغائر جملوں میں آیا کرتا ہے سُنئے لٰکن للاستدراك[1] لدفع التوهم الناشی من الكلام السابق ولهذا لاتقع الا بين الجملتين تكونان متغائرين بالمفهوم۔ (شرح مائة عامل)۔

اب میں علمائے کرام کی بھی تحقیق جو خاتم النبیین کے متعلق ہے وہ بھی نقل کرتا ہوں ان الدنيا لما كان لها بدئ ونهاية وهو ختمها قضى الله سبحانه ان يكون جميع ما فيها بحسب نعمتها بدئ وختام وكان من جملة ما فيها تنزيل الشرائع فختم الله هذا التنزيل بشرع محمد فكان خاتم النبيين وكان الله بكل شئ عليما۔ فان الرسالة والنبوة بالتشريع قد انقطعت فلا رسول بعده ولا نبی ای لا مشرع ولا شريعة وان عيسى اذا نزل ما يحكم الا بشريعة محمد وهو خاتم الاولياء فانه من شرف محمد ان ختم الله ولاية امته والولاية مطلقة بنبیٍّ رسولٍ مکرمٍ فلا ولی بعده الا وهو راجع اليه كما انه لا نبی بعد محمد صلعم الا وهو راجع اليه كعيسیٰ فنسبة كل ولی بعد هذا الختم الی يوم القيمة نسبة كل نبی يكون بعد محمد صلعم فی النبوة كعيسیٰ عليه السلام فی هذه الامة۔ (فتوحات مکیہ) یہ وہ بزرگ ہے جس کا عقیدہ ہے کہ عیسٰی علیہ السلام وفات پاگئے اور ان کا آنا بروزی رنگ میں ہوگا۔

اب آپ جیسے عالم کو باوجود احمدی کہلانے کے دو فاش غلطیاں لگی ہیں جنمیں غیر احمدی مبتلا ہیں (مگر چونکہ وہ مسیح ناصری کو فوت شدہ نہیں مانتے اسواسطے آپکا عقیدہ کسی فرقہ

---

[1] لاکن استدراک کے لئے ہوتا ہے یعنی اس وہم کو دفع کرتا ہے جو پہلے کلام سے پیدا ہو سو یہ دو ایسے جملوں میں آتا ہے جو مفہوم میں متغائر ہوں۔ ۱۲

اہل اسلام کے ساتھ مسیح موعود کی نبوت میں متفق نہیں) اوّل یہ کہ آپ بدایت و اختتام کو امور اضافیہ سے نہیں سمجھتے حالانکہ یہ بہت دفعہ کثرت کیطرف منسوب اور مضاف ہوتے ہیں مثلاً ایک حدیث میں ای القرآن انزل اول فقال یاایھا المدثر۔ اور دوسری میں اقرأ باسم ربك الذی خلق آیا ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں صحیح بخاری کی ہیں۔ مگر چونکہ وحی اقراء کے بعد تین سال وحی بند رہی اور اس کے بعد جو پہلی وحی ہوئی وہ یاایھا المدثر تھی اور اس کے بعد پے در پے وحی ہوتی رہی۔ اسواسطے ایک دفعہ کی وحی کو جسکے بعد پے در پے وحی نہیں حکم منتفی میں رکھا۔ اسی طرح اختتام کی مثال بھی سمجھ لو کہ نبی کریم صلعم کو ہی خاتم النبیین قرار دیا گیا مگر ایک نبی کا آنا باعث ایک اور بعد زمانہ نبوی اور تبع ہونے کے اختتام کا ناقص اور منافی نہیں سمجھا گیا۔ اور **دوسری** غلطی آپ لوگوں کو یہ لگی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو آپ لوگ ایک ہی طرح کا خاتم مانتے ہیں صرف فرق یہ ہے کہ وہ خاتم انبیائے بنی اسرائیل اور بعثت نبی کریم صلعم تک ہے اور جناب سرور کائنات صلعم جمیع مخلوقات اور جمیع امتہ کے لئے خاتم بنائے گئے یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام اگر خاتم ہو کر صرف یہود پر غضب الٰہ بعثت محمدؐ تک لائے تو محمد رسول اللہ صلعم نے جمیع مخلوقات الٰہی پر قیامت تک غضب الٰہی کا نشان دیا مگر یہ بات نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور وجہ سے خاتم بنائے گئے ہیں اور جناب محمد رسول اللہ اور وجہ سے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے ملعون ہونیکی وجہ سے خاتم بنایا گیا۔ اور نبی کریم صلعم اپنی فضیلت اور کمال کی وجہ سے خاتم ٹھہرے۔ کیونکہ قرآن میں لفظ خاتم النبیین مقام مدح میں واقعہ ہوا ہے اور حدیث میں بھی جملہ ختم بی النبیون (مشکوٰۃ) اور لفظ فضلت بست آیا ہے۔ بخلاف حضرت عیسیٰ کے کہ وہ غضباً علی الیھود بنائے گئے۔ جب دونوں خاتموں کا باعث ختم الگ الگ ہے تو ضروری ہوا کہ نتیجہ بھی ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ہو۔ پس غضب الٰہی یہودیوں پر نبوت کو روکتا ہے۔ اور فضل الٰہی محمد رسول اللہ کی امت پر نبوت کا جاذب اور جاری رکھنے والا ہے اسی واسطے آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے بعد ذٰلك فضل الله فرمایا ہے۔ چونکہ آپ نے خاتم کے معنے جو مسیح موعود علیہ السلام نے کمال کے کئے ہیں لغت اور عقل کے برخلاف لکھے ہیں جس سے ممکن ہے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف کے یہ بیان کردہ معانی بھی آپ عقل و لغت کے

ے چھ باتوں میں مجھے فضیلت ہے ✣

خلاف سمجھیں گے۔ لہذا آپ کی عقل کا بندہ ذمہ وار نہیں ہے کیونکہ آپ خود حکیم ہیں مگر لغت کا حوالہ دیکر پھر متوجہ کرتا ہوں کہ مسیح موعود علیہ السلام کے معانی ہی صحیح ثابت ہوتے ہیں غضب کی مثال فلان ختم علیک بابہٗ ای اعرض عنک اور فضل کی مثال ختم لک بابہٗ اذا اثرک علی غیرک (لسان العرب) +

آپ ختم کے معنے آخر کے کرتے ہیں پھر آخر کے معنے بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آتے کیونکہ اس کا ثبوت صحیح مسلم کی حدیث دیتی ہے انی اٰخر الانبیاء و مسجدی اٰخر المساجد (مسلم) میں آخر الانبیاء ہوں جس طرح میری مسجد آخر المساجد ہے یعنی میری مسجد کے ماتحت اور اتباع میں مساجد بن سکتی ہیں نہ کہ بالمقابل۔ یہ تو نہیں کہ اب محمد رسول اللہ صلعم کی مسجد کے بعد کوئی مسجد ہی نہیں بن سکتی یا کسی مسجد پر حقیقی طور سے مسجد کا اطلاق کرنا حرام ہے۔ پس آخر کے معنی بھی عربی میں کمال کے ہی ثابت ہوئے۔ اور آپ لوگ لفظ مکر کیطرح لفظ آخر کا مفہوم بھی پنجابی زبان کا سمجھ رہے ہیں حالانکہ لفظ مکر اور آخر یہ دونوں عربی الفاظ ہیں نہ پنجابی اُردو ؏

بس کنیم وزیرہ کانرا ایں بس است + بانگ زد کردیم گر در دہ کس است

اب میں آپ کی بقیہ عبارت کا بھی مجمل طور پر جواب عرض کرتا ہوں گو اس عبارت کو میرے سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ تا کہ آپ کو یا کم از کم متصف ناظر کو معلوم ہو جائے کہ آپ ہار جیت کیطرف کوشش کر رہے ہیں جس سے سچائی کا خون کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً آپ نے حضرت مسیح موعود کے معنے جو خاتم النبیین کے کئے ہیں عقلاً لغتاً نقلاً غلط ٹھہراتے ہیں جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ "یہ معنے تو عقلاً و نقلاً و لغتاً غلط ہیں" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو ہر ایک بات میں حَکَم عَدَل نہیں مانتے۔ حالانکہ حدیثوں میں اماماً حکماً عدلاً آیا ہے۔ اور مسیح موعودؑ تحفہ گولڑویہ کے ضمیمہ میں فرماتے ہیں۔ "جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے" پس آپ لوگوں میں یہ **پہلی غلطی** ہے جو قرآن کریم و حدیث شریف کے معانی سمجھنے میں اپنی عقل اور دوسرے مفسرین و علماء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معانی پر ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ اسے محمد رسول اللہ صلعم نے امام اور حکم مقرر فرمایا ہے۔ +

اور **دوسری غلطی** آپ یہ کر رہے ہو کہ حضرت مسیح موعود کی وحی کو دوسرے نبیوں کی طرح نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ آپنے لکھا ہے "مرزا صاحب کے الہامات ہیں چونکہ ایک قسم کی ربودگی حواس ہوتی تھی۔ اس لئے الہامات منامیہ تھے" مگر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

آنچہ داد ست ہر نبی را جام —— داد آں جام را مرا بتمام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے —— من بعرفاں نہ کمترم زکسے

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین —— ہر کہ گوید دروغ ہست لعین"

یعنے جس طرح کی وحی ہر ایک نبی کو دیگئی ہے۔ وہ مجھے بھی بغیر کسی کمی کے پوری پوری دیگئی ہے جو اسبات کا قائل نہیں وہ لعنتی ہے۔ (نزول المسیح) +

تیسری غلطی آپنے یہ کی ہے کہ آپ لوگ سمجھتے ہو کہ ہر ایک طرح کی نبوت اور نبی منقطع ہو گئے ہیں جیسا کہ آپنے اسبات کی تائید میں حضرت مسیح موعود کی یہ عبارت لکھی ہے " انعتقد بان عیسی الذی انزل علیه الانجیل ھو خاتم الانبیاء لا رسولنا" حالانکہ اسکی تشریح کہ کس طرح کے نبی آنے منع ہیں۔ ساتھ کی عبارت میں فرمادی ہے جسکو آپنے بے سوچے لکھ بھی دیا ہے انعتقد ان ابن مریم یأتی وینسخ بعض احکام القرآن ویزید بعضاً فلا یقبل الجزیة ولا یمنع الحرب (حمامة البشریٰ) یعنے اس وجہ سے عیسیٰ خاتم ٹھہرے اور ہمارے نبی کریم کی ختم نبوت ٹوٹی کہ ابن مریم آکر بعض احکام قرآنی کو منسوخ کرے۔ اور بعض زیادہ کردے۔ مثلاً جزیہ کو قبول نہ کرے اور نہ جنگ کو ملتوی رکھے۔ دیکھئے مسیح موعود علیہ السلام نے خاتم النبیین اور النبوۃ قد انقطعت کے یہ معنے فرمائے کہ ایسی نبوت یا ایسا نبی نہیں آسکتا جو احکام قرآنی میں تنسیخ یا تزئید کرے +

چوتھی غلطی آپ نے اس طرح کی ہے کہ جو چیز نبوت کے لئے ضروری ہے کہ جس سے نبی کو نبی کہا جائے۔ آپکے نزدیک وہ چیز مسیح موعود میں نہیں پائی جاتی جیسا کہ آپنے لکھا ہے "مرزا صاحب میں کما ینبغی نہیں پائی جاتی" اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "خدا تعالے جسکے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے

بس ہم نبی ہیں۔ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء

پانچویں غلطی آپ کیطرف یوں منسوب کی جاتی ہے کہ اپنے مطلب بنانے کے لئے حضرت اقدس کی عبارت آگے پیچھے سے کاٹ کر خلاف منشاء مسیح موعود مطلب نکالتے ہو چنانچہ آپ صرف جملہ والشریعۃ تبقی بحالہا ہی نقل کر کے لکھتے ہو کہ "یہ قید اتفاقی ہے نہ احترازی کیونکہ نبی غیر تشریعی بلاواسطہ کے وقت بھی یہ جملہ صادق آتا ہے" حالانکہ مسیح موعود علیہ السلام کی پوری عبارت جس سے آپکا یہ اعتراض غلط ثابت ہوتا ہے وہ آپنے دیدہ دانستہ چھوڑ دی ہے جو کہ مَینے اپنے پرچہ میں درج بھی کر دی تھی۔ مثلاً الا من اتباع سیدنا الوریٰ والشریعۃ تبقی بحالہا یعنے اب حصول نبوت کے لئے دو شرطیں پہلے سے زیادہ ہیں ایک محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع سے حاصل ہو۔ دوسری شریعت میں کم وبیش واقعہ نہو۔ اور پہلے نبیوں کے لئے یہ دونوں شرطیں لازمی نہ تھیں۔ اب فرماؤ آپ کا یہ اعتراض کدہر گیا لا تقربوا الصلوٰۃ مقصودی معنے نہیں دیتا۔ اگر وانتم سکاریٰ نہ ملایا جاوے +

چھٹی غلط فہمی آپکی یہ ہے کہ جس حکم کو مسیح موعود علیہ السلام عدم تنسیخ میں پیش کرتے ہیں اس کو آپ تنسیخ سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ لکھتے ہو "یضع الحرب یضع الجزیۃ وغیرہ۔ تو امور بالاستہ (مرزا صاحب نبی) تشریعی ثابت ہوتے ہیں" حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان امور کے نہ کرنے کو تنسیخ احکام قرآنیہ قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ انعتقد ان ابن مریم یأتی وینسخ بعض احکام القرآن فلا یقبل الجزیۃ ولا یضع الحرب (حمامۃ البشریٰ) افسوس کہ یہ سب امور جنکو آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف منسوب کر کے لکھتے ہو کہ شریعت محمدی میں انھوں نے کم وبیش کی ہے وہ تمامہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کے وقت یوں یوں ہوگا اور ہونا چاہیئے۔ تو یہ امور مسیح موعود علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کی اتباع اور فرمانبرداری میں کئے۔ وہو المقصود +

ساتویں غلطی اس طرح سے آپنے کی ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی بات کو قرآن وحدیث کے برخلاف سمجھتے ہو چنانچہ لکھتے ہو "سابقہ صحف میں دو قسم کی نبوت تشریعی اور غیر تشریعی ہے اور قرآن بھی دو ہی بیان کرتا ہے کیونکہ وہ بینہ ہے" حالانکہ مسیح موعود علیہ السلام حصول نبوت کے

لحاظ سے تیسری قسم نبوت کی بھی مانتے ہیں جو صرف محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع سے ملتی ہے نہ کسی اور نبی سے۔ اور یہ قسم لفظ خاتم النبیین سے ثابت فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں آپ (محمد) کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ اور آپکی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی (حقیقۃ الوحی) دیکھا حضرت مسیح موعودؑ تو تیسری قسم حصول نبوت کو بھی قرآن کریم سے ثابت کرتے ہیں۔ مگر آپ لوگ اس کو خلاف قرآن کریم جانتے ہیں ÷

آٹھویں غلطی آپنے یہ کھائی ہے کہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیتے ہو اور اُن کا مفہوم اور مراد جو مسیح موعود نے لی ہے وہ نہیں لیتے بلکہ ان الفاظ کا مفہوم و مطلب وہ لوگوں کو بتلاتے ہو جو زید بکر نے اپنی اصطلاح مقرر کر لی ہے جیسا کہ بعض لوگ مخالفان اسلام کا حال ہے کہ لفظ عربی مکر کا قرآن سے اخذ کر لیا اور مفہوم پنجابی فریب سمجھ لیا اور قرآن کریم پر اعتراض کر دیا کہ مکر اللہ کے معنے اللہ فریب کرتا ہے صحیح ہیں۔ اسی طرح آپ لوگ بھی کرتے ہیں جیسا کہ عدم نبوت کے ثبوت میں یہ عبارت حضرت اقدس کی نقل کرتے ہو میرا ’’نام جو رسول اللہ نے نبی رکھا ہے وہ امر ظلی ہے اصالتاً نہیں وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ شیر کا لفظ خاص جانور کے لئے حقیقت ہے‘‘۔ اب جو حضرت صاحب نے مجاز حقیقت ظلیت اصلیت کی اصطلاح مقرر فرمائی ہے وہ آپ کی معقولیوں کی ناسوتی عقل و اصطلاح سے بالاتر ہے۔ جناب حکیم صاحب انصاف اسبات کو چاہتا ہے کہ جس شخص کے الفاظ ہوں اسی کی اصطلاح اور معانی معتبر ہوتے ہیں یہ نہیں کہ الہام ربنا عاج حضرت مسیح موعود کا لے لو۔ اور عاج کے معنے کرتے وقت کوئی کتاب لغت ڈھونڈ کر حضرت صاحب پر اعتراض کر دو کہ مرزا صاحب کا نعوذ باللہ اعتقاد ہے کہ ہمارا رب ہاتھی دانت کا ہے کیونکہ قاموس آپ کو یہی کہتی ہے۔ جناب من اگر حضرت صاحب کے الفاظ لیتے ہو تو اصطلاح اور معانی بھی آپ ہی کے لینے پڑینگے۔ لیجئے بندہ ہی حضرت صاحب کے الفاظ اور اصطلاح و معانی ہدیہ کر دیتا ہے **ظلی نبوۃ** جسکے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانی وہ قیامت تک باقی رہے گی (حقیقۃ الوحی ص ۲۸) **حقیقی نبوۃ** کے معنے جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ

براہ راست نبی بننا چاہتے " انجام آتھم ص۲۸ - اب دیکھئے اس عبارت میں حضرت صاحب نے
ظلّی - اصلی اور حقیقی مجازی کے معنے کردیئے - یعنے جو نبوت براہ راست بغیر اتباع محمد رسول اللہ
اور آپ سے الگ ہو کر حاصل ہو اس کا نام حضرت صاحب نے حقیقی - مستقل - اصلی نبوت رکھا ہے اور جو
نبوت بوساطت و اتباع و فیض محمدی سے حاصل ہو اسکو ظلّی مجازی فرمایا ہے - پس اختلاف حصول نبوۃ
کی وجہ سے مختلف نام فرمائے ہیں - نفس نبوت میں بالکل فرق نہیں بتلایا یعنے حضرت مسیح موعود نے
اختلاف حصول پر لفظ حقیقت مجاز بولا ہے - اور آپ لوگ زید کی حقیقت مجاز جو اختلاف
موضوع پر مبنی ہے سمجھ رہے ہیں - آپ لوگوں کا شیبر والا عقیدہ ایسا نرالا ہے کہ آجتک کسی سلف
خلف بلکہ کسی ناخلف کا بھی نہیں کہ مسیح موعود کی نبوت اصلی بمعنے واقعی نہیں ہوگی بلکہ نقلی
بناوٹی ہوگی +

نویں غلطی اپنی طرف سے آپ لوگ یہ کرتے ہیں کہ کسی نبی کی پیروی کرنا شان نبوت کے
مخالف ہے جیسا کہ لکھتے ہو - "جب حصول اس کا اتباع سے ہوا تو اکتسابی ہوا - والنبوۃ لیست
بالاکتساب" مگر حضرت صاحب اس عقیدہ کے سخت مخالف ہیں چنانچہ فرماتے ہیں اور نہ یہ ضروری
ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع ہو (براہین احمدیہ حصہ پنجم) اب غور کرو کہ حضرت صاحب تو فرماتے
ہیں کہ اتباع رسول صاحب شریعت منافی نبوت نہیں - آپ کہہ رہے ہو منافی ہے - پھر تعجب ہے
کہ تحدیث کا درجہ بھی موہبت الٰہی ہوتا ہے تو وہ بھی حضرت صاحب کو حقیقی طور پر نہ ملا کیونکہ آپ
متبع محمد رسول اللہ صلعم تھے - پس مسیح موعود علیہ السلام محدث بھی نہوئے انّ التَّحْدِیثَ مَوْهَبَةٌ
مُجَرَّدَةٌ لَا تُنَالُ بِکَسْبٍ اَلْبَتَّةَ کَمَا هُوَ شَانُ النُّبُوَّةِ - یعنے تحدیث بھی نبوت کیطرح وہبی
ہوتی ہے حکیم صاحب یا تو حضرت صاحب کو محدث بھی نہ مانو اور یا نبی بھی یقین کرلو - کیونکہ نبوت
اور تحدیث دونوں موہبت الٰہیہ ہیں کسب سے حاصل نہیں ہوتیں - اور یا یہ کہدو کہ یہ بھی حضرت
صاحب کی اجتہادی غلطی ہے جو انھوں نے تحدیث کو بھی نبوت کیطرح وہبی درجہ کہدیا +

دسویں غلطی میں آپ اس طرح مبتلا ہوگئے ہو کہ میری عبارت کو نہ سمجھنے کے باعث میری
عبارت میں تناقض ثابت فرماتے ہو - جیسا کہ لکھتے ہو - "اول باب نبوت مفتوح مان کر پھر مسدود
قرار دیتے ہیں" حالانکہ جہاں کہیں یعنے باب مسدود مانا ہے - وہاں براہ راست بغیر اتباع و وساطت

محمدؐ رسول اللہ صلعم تشریح کر دی ہے اور جہاں مفتوح کہا ہے وہاں بھی فیض محمدی سے حصول اس کا تفصیلاً لکھ دیا ہے۔ اور یہی غلط فہمی آپ لوگوں کو ان حدیثوں اور مسیح موعود کی عبارات سے لگی ہے جنہیں وہ نبوت مراد ہے جس کا حصول براہ راست بغیر توسط نبی کریم ہو جو پہلے زمانوں میں براہ راست ملا کرتی تھی حالانکہ ہم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حصول نبوت کیلئے اب وہ طریقہ نہیں رہا جو پہلے تھا اب اتباع اور توسط محمدؐ رسول اللہ صلعم لازمی امر ہے کیونکہ نبی کریم صلعم فضلاً لا غصباً خاتم النبیین ہیں۔

گیارہویں غلطی دیدہ دانستہ آپ لوگ یوں کرتے ہیں کہ اپنی مرضی کے مطابق حضرت صاحب کے الفاظ جنسے عدم نبوت ثابت کرنا چاہتے ہو وہ الفاظ حقیقی معنوں میں مستعملہ کہدیتے ہو اور جنسے نبوت روز روشن کیطرح ثابت ہے انکو یا تو ذکر ہی نہیں کرتے اور اگر کوئی بتلا دے تو انکو مجازی لباس پہنا دیتے ہو جیسا کہ لکھتے ہو ”یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مریم کو صدیقہ کہا ہے اگر آپ مریم ہیں تو صدیق ہیں“ حالانکہ جیسا کہ حضرت صاحب کا یہ الہام ہے ایسا ہی آپ کو یا عیسیٰ کر کے پکارا گیا ہے اور عیسیٰ کی بابت قرآن میں وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَجَعَلَنِیْ مُبَارَكًا اَیْنَمَا كُنْتُ (یعنے جہاں میں ہوں نبی ہوں) آیا ہے۔ پس اگر آپ عیسیٰ ہیں تو نبی ہیں۔ عیسیٰ سے نبوت غیر منفک ہے اور مریم کا صدیقیت سے عدم ترقی قرآن سے ثابت نہیں۔ حکیم صاحب ہم لوگ حضرت صاحب کو مریم بھی مانتے ہیں اور اس حالت میں آپ صدیق تھے اور پھر عیسیٰ بھی یقین کرتے ہیں اور اس حالت میں واقعی نبی ہیں پہلے آپ مریم بنے یعنے صدیق پھر عیسیٰ ہوئے یعنے نبی۔ دیکھئے ایمان یکلہ اور دخول فی السلم کافۃ اس کو کہتے ہیں نہ کہ افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض کیطرح ایک الہام مان لیا۔ دوسرے کو اپنا اصطلاحی مجاز کہکر ٹالدیا۔ اب یہ کیسا خطرناک اعتقاد ہے کہ مریم کے الہام میں حضرت مرزا صاحب واقعی طور پر صدیق ہیں۔ اور عیسیٰ کے الہام میں واقعی نبی نہیں لیجئے آپکے برخلاف یہاں بھی حضرت صاحب کا ارشاد تحریر ہوتا ہے۔ ”اس طرح خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام عیسیٰ اور مریم رکھنے سے ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی“ کشتی نوح۔ افسوس کہ الہام یا مریم اسکن کے لئے تو آپنے النصوص تحمل علی ظواھرھا کہدیا اور یا عیسیٰ انی متوفیک وجعلناک مسیح

این مریم یاایہا النبی اطعموا وغیرہ کے وقت یہ قاعدہ بھول گئے۔ اور اسی نسیانی حالت میں کہتے ہو کہ یہ دعویٰ الہام الٰہی سے نہیں بلکہ حضرت صاحب کی اجتہادی غلطی ہے ایسی حرکتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بات حضرت مرزا صاحب کی آپکے اعتقاد کے مطابق نہوئی کہدیا کہ انھوں نے اجتہادی غلطی کی ہے۔ اگرچہ مسیح موعود دنیا کے لئے مصلح ہو کر آئے۔ مگر الحمدللہ آپ لوگ (نعوذ باللہ) انکے مصلح پیدا ہو گئے۔ آپ لوگوں کے خیال میں حضرت مسیح موعود اسقدر نعوذ باللہ کم علم تھے۔ کہ قاموس میں بھی انھوں نے نہ دیکھ لیا کہ تحدیث کے معنے اظہار علی الغیب کے ہیں شائد آپکے نزدیک صاحب قاموس زیادہ معتبر حضرت مسیح موعود سے ہے۔ اور تفسیر بیضاوی و تیسیر الوصول بھی حضرت صاحبنے نہیں دیکھی کیونکہ نبوت کی تعریف بیضاوی کے برخلاف آیت فلا یظہر علی غیبہ سے حقیقۃ الوحی میں لکھدی۔ جناب من بیضاوی قاموس تیسیر الوصول والے مسیح موعود کے کلام کے آگے ہیچ ہیں۔ کیا مسیح موعود عیسیٰ نبی اللہ پر قبیح اعوج کو ترجیح دیتے ہو انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ +

بارھویں غلطی آپ یوں کرتے ہیں کہ بیان پر تو جرح کرتے جاتے ہو پھر اپنی طرف سے بھی وہی جواب دیتے ہو۔ مثلاً نبوت تشریعی و غیر تشریعی پر اعتراض کیا ہے مگر جو صحیح تعریف نبوۃ کی آپکے نزدیک ہے وہ بھی نہیں لکھی پھر آپنے موسیٰ علیہ السلام کو صاحب شریعت رسول مانا ہے اور مینے بھی یہی لکھا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح واقعہ پر آپ روشنی نہیں ڈال سکتے صرف اعتراض کرنے آتے ہیں گو غلط ہوں یا کم از کم سچائی ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ اسواسطے میرے چھوٹے سے سوال کا جواب صاف صاف آپ نہیں دے سکے اور ادھر اُدھر کی باتیں بنا کر اُلٹا مجھ پر سوالات لایعنی کر دیئے جس کے جوابات مینے بفضلہ تعالیٰ محققانہ عرض کر دیئے ہیں +

باقی رہا مسئلہ **خلافت** اس کو آپنے لغو فعل کہکر ٹالدیا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ انکار نبوۃ و خلافت کیلئے آپکے پاس کافی کیا بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ ثبوت بھی نہیں صرف اعتراض ہی اعتراض ہے یا یہ کہدینا کہ یہ حضرت صاحب کی اجتہادی غلطی بلکہ غلطیاں ہیں۔ یا لغو حرکت کیطرف منسوب کر کے خاموش ہو جانا جیسا کہ آپ لکھتے ہو ”میں تو غیر نبی کی خلافت کو لغو خیال کرتا ہوں یہ تو پیر پرستی اور گدی نشینی ہے“ افسوس آپسے سوال ہوتا ہے قرآن و حدیث کے حوالہ کا۔ ادر

آپ اپنا "لغو خیال" فرماتے ہو۔ آپکے "لغو خیال" کو تو ہم بھی "لغو خیال" ہی مانتے ہیں اس میں ہم اور آپ متفق ہیں۔ مگر ضرورت قرآن وحدیث کی ہے نہ کہ "لغو خیال" کی*

پس یہ **تیرھویں غلطی** ہے جو مطالبہ قرآن حدیث کا ہوتا ہے اور جواب دینے میں اپنا "لغو خیال" پیش کیا جاتا ہے +**چودھویں غلطی** جس سے بدر کا ظلمت نشانی میں پورا مقابلہ کیا ہے یہ کرتے ہو کہ آپ حقیقت اور مجاز کو ہر ایک جگہ گویا ختلاف الوجوہ جمع ہونا ممتنع سمجھتے ہیں جیسا کہ لکھتے ہو "کیونکہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز جائز نہیں" حالانکہ یہ بات صریح البطلان ہے مثلاً صوفیائے کرام کے نزدیک سوائے وجود باریتعالی کے جسقدر باقی موجودات ہے سب کا وجود مجازی ہے تو کیا اگر کوئی شخص یہ کہدے کہ یہ وجود موجودات بھی حقیقی واقعہ فی نفس الامر ہے تو یہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ہو گیا۔ نہیں بلکہ موجودات کا وجود خدا تعالیٰ کی حیثیت اور اصلیت کے مقابلہ میں مجازی ہے مگر فی نفسہٖ واقعی ہونیکی جہت سے حقیقی ہے یعنے ایک اعتبار سے مجازی اور دوسری جہت سے حقیقی فلا محذور فیہ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی نبوت فی نفسہٖ ہونیکی حیثیت سے ملحوظ ہو تو آپ حقیقی نبی ہیں اور اگر اس نسبت کو مدنظر رکھیں کہ آپ کو نبوت بواسطہ محمد رسول اللہ اور اُن کے فیض سے ملی ہے تو مجازی و ظلی ہے۔ پس حقیقت اور جہت سے ہے اور مجاز اور جہت سے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ اس طرح سے سوائے محمد رسول اللہ صلعم کے جسقدر انبیائے سابقین گذرے ہیں سب مجازی اور ناقص سمجھے جائینگے جیسا کہ خلیفہ اوّل مرحوم فرماتے ہیں "نبی کریم صلعم کی نبوت تمام مکانوں تمام زمانوں کیلئے ہے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ وحی کا حقیقی منصب اگر کسی کو دیا گیا ہے تو خاتم النبیین کو چنانچہ دوسرے رسولوں کے متعلق اس تقابل میں وحیّٰی فرمایا صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ بالذات خیر اور بالذات رسول نبی کریم صلعم ہی ہیں (نوٹ درس شرع لکم من الدین) اب بتاؤ نبی کریم صلعم کے مقابل پر تو سارے انبیاء علیہم السلام کی نبوت طفیلی مجازی مانی جاتی ہے۔ آپ اپنے چاروں پرچوں میں یہ نہیں ثابت کر سکے کہ قرآن حدیث سے مسیح موعود کا کیا منصب ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے اخیری پرچہ میں لکھتے ہو "مولوی صاحب مدعی تو آپ ہیں کہ حضرت اقدس نبی ہیں بس بار ثبوت آپکے ذمے ہے میں تو ناقص ہوں" معلوم ہوتا ہے کہ آپ ثبوت سے عاجز آگئے ہیں اور دل سے یقین کرتے ہیں کہ میری تحریر تسلی بخش نہیں۔ ورنہ یہ

قانون چوتھے پرچہ میں کیوں یاد آیا۔ پس آپ مہربانی فرماکر میرے اور اپنے پرچوں کو اپنے اخبار میں چھپوا دیں۔ اور بندہ بھی انشاء اللہ چھپوا دیتا ہے تاکہ پبلک کو فائدہ پہنچ جائے۔ اور سمجھ جاوے کہ میرے سوال کا جواب باصواب نہیں دیا جاتا۔ اور اگر آپ پرچہ بھیجنا چاہیں تو مہربانی فرماکر اصل سوال سے اِدھر اُدھر نہ ہونا۔ دیکھئے میرا سوال کیسا صاف تھا۔ جو دو حرفی جواب میں حل ہو جاتا تھا (سوال مسیح موعود کا منصب اور نام قرآن حدیث نے کیا بیان فرمایا ہے اور کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلافت چلنا منع ہے) کوئی ہے خدا خوف انسان جو صرف حدیث یا آیت لکھ کر مجھے بھیجدے۔ جسمیں مذکور ہو کہ مسیح موعود کو رسول اللہ یا قرآن نے فلاں نام اور منصب سے پکارا ہے اور فلاں آیت یا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ خلافت بعد مسیح موعود چلنا منع ہے جب اس طرح کی آیات یا احادیث مجھے لکھ کر بھیجدوگے تو اس پر بندہ خود فکر کرے گا۔ آخر اپنے بھی مرنا ہے اور خدا کے روبرو کھڑا ہونا ہے ان آیتوں اور حدیثوں کو غور و فکر سے پڑھ کر فیصلہ کرلونگا۔ نہ کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان کیطرح مجھے جواب ملتا ہے۔ بندہ سوال کرتا ہے کہ مسیح موعود کا حدیثوں میں کیا نام اور منصب رسول اللہ نے بیان فرمایا ہے مجھے جواب دیا جاتا ہے کہ نبی آنے بند ہو گئے ہیں۔ لوگو! اس سے مجھے کیا غرض بند ہوں یا آئیں۔ میرا تو سوال ہی جدا ہے جب عموم خص عنہ البعض کا وجود عند المحققین مسلم ہے۔ تو صرف مجھے یہ بتلا دینا چاہیئے کہ حدیث اس کا کیا نام لیتی ہے اور قرآن اس کو کس کا معطوف ٹھہراتا ہے یہ نہ ہوا تو ثابت ہو جائے گا کہ آپ ہمہ تن جواب سے قاصر ہو اور پہلو تہی فرما رہے ہو ÷

صحابۂ رسولؐ و صحابۂ امامؑ

بجواب مضمون ایڈیٹر صاحب اصلاح مندرجہ رسالہ اصلاح صفر ۱۳۴۲ھ جس نے اصحاب الرسول کی توہین کر کے سنیوں کو بہت رنج پہنچایا ہے مگر میں خوش ہوں کہ منشی خادم حسین صاحب نے نہایت متانت سے اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور جو کچھ لکھا ہے اس میں عدل و اعتدال کو نہیں چھوڑا۔ (ایڈیٹر)

اصلاح کی کجروی

عرصہ دو برس کا ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب موصوف نے ایک مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ یزید حسب و نسب قوت و شوکت سلطنت میں اصحاب ثلاثہؓ سے بڑھ کر تھا۔ جس کا جواب رسالہ تشحیذ میں دو نمبروں میں دیا گیا تھا۔ ایک میں عنوان مضمون تھا "یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی" اور دوسرے کا یزید اور اصحاب ثلاثہؓ کا مقابلہ۔ (تشحیذ ماہ جنوری ۱۹۱۴ء) خدا جانے ایڈیٹر صاحب اصلاح نے اس کا کوئی جواب دیا ہے یا نہ؟ اب کے آپ نے مضمون بالا میں اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم تو درکنار۔ تمام صحابہ رسول صلعم کو ہدف ملامت بنایا ہے اس طرح پر کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام ان سے زیادہ وفادار تھے۔ خدا جانے آئندہ انکی طبع رسا جسکو ہیچ قسم دور کی سوجھا کرتی ہیں۔ بمقابلہ اصحاب رسول صلعم کے کس فرد یا افراد کو تجویز کرے گی۔

اصحاب امام حسینؑ۔ اصحاب الرسولؐ سے افضل نہیں ہو سکتے۔

واضح ہو کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی جو عزت و حرمت بحیثیت سبط الرسولؐ و فرزند بتولؓ ہونی چاہیئے اس سے کسی مخلص سنی کو انکار نہیں۔ میری رائے میں یہاں تک تو حرج کی بات نہیں کہ اصحاب امام علیہ السلام کو اپنے معاصرین سے ممتاز ظاہر کیا جائے۔ جیسے کہ بعض بزرگان دین سے مروی ہے ما علی وجہ الارض یومئذ لھم شبہ استیعاب جزو اول ص ۱۴۷ لیکن یہ کہنا کہ امام علیہ السلام کے اصحاب رسول صلعم کے اصحاب سے بھی افضل ہیں ایک دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ تمام امت پر اصحاب

رسول صلعم کی افضلیت قرآن سے ثابت ہے خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی جو زمرۂ
سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُہَاجِرِیْنَ میں داخل ہیں۔ بدلائل ذیل :-

دلیل اوّل

اوّل - خداوند کریم فرماتے ہیں وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُہَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ
الی ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ پ۱۱ - اس آیت کی تفسیر میں بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی
امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے سب سے پہلے مہاجرینؓ کا ذکر فرمایا کیونکہ وہ دوسروں سے
سبقت یافتہ بھی ہیں۔ پھر انصارؓ کی تعریف کی۔ پھر تابعینؓ کی۔ پس ہر ایک گروہ کو بقدر اپنے درجہ
اور مرتبہ کے یکے بعد دیگرے ذکر فرمایا۔ جو خدا نے ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے الخ تفسیر صافی سورہ توبہ
اصول کافی باب السبق الایمان صہ ۳۸۳ - چونکہ امام علیہ السلام خود بھی مہاجرینؓ میں سے نہیں چہ جائیکہ
اُن کے اصحاب ہوں۔ اور زیادہ سے زیادہ ان کو تابعینؓ میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ اصول
خدا کا مقرر کردہ اصول ہے نہ کہ ہمارا خانہ ساز۔ پس لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اصحاب رسول صلعم ہی
افضل ہیں نہ کہ اصحاب امام + رہی خاص صفت وفاداری اور جاں نثاری سو یہ بھی اُن میں بوجہ
احسن ماننی پڑے گی۔ کیونکہ مہاجرین کا خداداد و قابل فخر لقب خود اس صفت کو بآواز بلند ظاہر کر
رہا ہے۔ اور اسی طرح انصارؓ کا لقب۔ کیونکہ رسول صلعم کی خاطر اور دین کی خاطر جنہوں نے
اپنے وطن اور مال و عیال سے ہجرت کو گوارا کر لیا۔ اور پھر جنہوں نے تمام عمر رسول صلعم اور اُن
کے دین کی نصرت کی۔ اگر وہ وفادار نہ تھے تو بتلاؤ پھر اس سے بڑھ کر وفاداری کیا ہو سکتی ہے
پس ماننا پڑیگا کہ مہاجرینؓ و انصارؓ اوّل درجہ کے وفادار تھے۔ اور اصحاب رسول سے مراد بھی یہی
لوگ ہیں۔ اور بس +

دلیل دوم

پھر خدا فرماتا ہے لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل
اُولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا
الحدید پ۲۷ ایک شیعہ فاضل نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ برابر نمے شود از جملہ شما کسے کہ
خرچ کردہ پیش از فتح مکہ و جہاد کرد ایشاں بزرگتر اند باعتبار درجہ ازاں جماعت کہ خرچ کردند
بعد از فتح و جہاد کردند۔ صافی شرح اصول کافی پ۱۹ جزو چہارم صہ ۹ +
ظاہر ہے کہ فتح مکہ واقعہ کربلا سے کم از کم پچاس برس پہلے کا واقعہ ہے۔ خدا کہتا ہے

کہ فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں خرچ کرنے اور جہاد کرنے والے افضل ہیں بمقابلہ ان لوگوں کے جنھوں نے بعد فتح مکہ کے خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور پہلوں کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے اعظم درجۃ کے لفظ پر غور کرو۔ پھر کیا کوئی سمجھدار آدمی کہہ سکتا ہے کہ خرچ کرنیوالے اور جہاد کرنے والے صفت وفا سے عاری ہوتے ہیں۔ جب عاری نہیں ہوتے تو ثابت ہوا کہ بعد فتح مکہ کے خواہ کسی معرکہ کے جنگ کرنیوالے یا خرچ کرنیوالے بھی ہوں۔ جیسا ارشاد باری تعالیٰ وہ اوّل الذکر صحابہ رسول صلعم سے کسی طرح افضل نہیں۔ بایں ہمہ جو شخص اصحاب رسولؐ پر کسی گروہ کو دیدہ و دانستہ افضل قرار دیتا ہے وہ گویا خدا کے مقررہ کردہ اصول کی تردید اور قرآن مجید کا معارضہ کرتا ہے۔

پھر تعجب ہے کہ ایک صفت وفاداری کو لیکر اصحاب رسول صلعم کے مقابلہ کیلئے خاص اصحاب امام حسین علیہ السلام کو ہی کیوں منتخب کیا گیا؟ اور دوسرے اماموں کے اصحاب کو مقابلہ کیلئے نظر انداز کر دیا؟ یا اصحاب امام حسینؑ علیہ السلام جو کربلا میں شہید ہو گئے۔ اُنکے مقابلہ کیلئے دوسرے شیعیان اہلبیت کو جو سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے مگر اس خاص وقت مصیبت میں امام حسین علیہ السلام کی نصرت سے کنارہ کش ہو گئے ان کو کیوں نہ منتخب کیا گیا۔ میرے نزدیک تو ان کا مدمقابل اصحاب رسول صلعم کو تجویز کرنا بوجوہ متعددہ ذیل سے ہی ناموزون ہے۔ مثلاً

(۱) امام حسین علیہ السلام کے اصحاب ہیں جو آپکے ساتھ کربلا میں شہید ہو گئے۔ زیادہ تر بلکہ تمامہ آپکے صاحبزادے اور برادرزادے اور قریبی رشتہ دار تھے شیعوں میں گو اُنکی تعداد بہتر ۷۲ تن مشہور ہے مگر محققین نے بصراحت لکھا ہے کہ وہ کلہم سترہ ۱۷ تھے بعض نے اُنکی تعداد سولہ ۱۶ لکھی ہے اور بقول شیخ تیئس ۲۳ نفر تھے۔ عن ابن الحنیفۃ قال قتل مع الحسینؑ سبعۃ عشر رجلاً کلھم من ولد فاطمۃ رضی اللہ عنھم ـ وقال ابو موسیٰ عن الحسن البصری اصیب مع الحسینؑ بن علی ستۃ عشر رجلا من اھل بیتہ

(۱) آنحضرت صلعم کے اصحابؓ میں علاوہ آپ کے عشیرہ اقربین کے تمام قبائل قریش اور تمام مدینہ کے انصارؓ جنکے متعدد قبائل تھے اور بعض دور دست ملکوں کے لوگ شامل تھے جنکی قومیت و عادات و طبائع بالکل مختلف تھیں۔ تمام صحابہ رسول صلعم کی تعداد اور متفرق طور پر جو تعداد معلوم ہو سکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن آپکے ساتھ دس ہزار صحابہؓ تھے دیکھو بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح جلد ۳ صفحہ ۳۸ مطبوعہ مصر حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ ✣

ما علی وجہ الارض یومئذ لہم شبیہ- و
قیل انہ قتل مع الحسینؑ من ولدہٖ واخوتہ
واہل بیتہ ثلاثۃ وعشرون رجلاً
استیعاب جلد ا صفحہ ۱۴۷ ÷

مشہور شاعر ایرانی قاآنی ایک دلسوز مرثیہ میں
کہتا ہے ع کس کشتہ شد از پیروانش؟ بلے- سی و تن
دیگر کہ؟ برادر- دیگر کہ؟ اقربا ÷ رسالہ اثر الولاۃ

(۲) امام حسین علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کا جنگی
نوعیت نمبر ا میں عرض کیگئی ہے- مدعا اور مقصد
زندگی صرف مرجانا تھا- اور بس- وہ ایسی مصیبت
میں گرفتار ہوگئے تھے جس کا چارہ کار سوائے جام
شہادت کے کوئی نہ تھا- پس وہ اپنے عزیز الوجود
گرامی قدر بزرگ خاندان پر اپنی جانیں قربان نہ
کرتے تو کیا کرتے؟ ÷

(۳) اصحاب امام کو صرف عاشورہ محرم کے دن
ساری عمر میں ایک ہی دفعہ محض دو پہر تک لڑنا
پڑا ÷

ایک فاضل شیعہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم
کے فوت ہونے پر آپ کے رواۃ کی تعداد ایک لاکھ
چودہ ہزار تھی- وکان اہل الروایۃ عند وفاتہ
مائۃ الف واربعۃ عشر الفا- دیکھو مجمع البحرین
زیر لفظ صحب صفحہ ۱۱۸ ÷

اسی طرح جمال الدین محدث نے لکھا ہے- چوں
از دنیا (آنحضرت صلعم) رحلت فرمود- زیادہ
از صد ہزار صحابی در روئے زمین بودند- روضۃ الاحباب
مقصد دوم صفحہ ۸ ÷

(۲) جناب رسول صلعم اور اُن کے اصحاب کا
مقصد زندگی اس سے ارفع اور اعلیٰ تھا- یعنے
استیصال کفر و شرک واستحکام شریعت اسلام
اگر کم از کم ۲۳ برس تک آپؐ زندہ نہ رہتے اور
اسلام کی دعوت شروع کرتے ہی کفار مکہ کا مقابلہ
کر کے معہ اپنے ہمراہان قلیل کے شہید ہوجاتے
تو قرآن مجید جیسی کلام پاک کا کامل نزول کس
طرح ہوتا- اور پھر اگر خلافت نبوت تیس برس
تک نہ رہتی تو اشاعت اسلام اور فتح بلاد
مشرکین وکفار کا مقصد کس طرح پورا ہوتا ÷

(۳) اصحاب رسول صلعم کو منشائے الٰہی کے
ماتحت خود رسول صلعم کی زندگی میں بقول
۲۶ دفعہ اور بعد وفات آنحضرت صلعم خلفائے
راشدین کی زندگی میں بیسیوں معرکوں میں

(۴) امام حسین علیہ السلام خود بھی اور آپ کے اصحاب باوفا بھی اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ خود بعض قدیم شیعوں کے دل میں کھٹک چکا ہے اور انھوں نے آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا سے حجت پکڑ کر آپ کی شہادت سے ہی انکار کر دیا ہے۔ دیکھو جلاء العیون اردو ص ۴۰۶ باب ۴ فصل ۸ +

(۵) واقعہ کربلا کے اسباب پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی سالوں کی پولیٹیکل تحریکات کا نتیجہ یا موروثی حقوق کی واپسی کے لئے ایک جان توڑ مگر ناکام کوشش تھی۔ خواہ اس کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مقصد بھی شامل ہو لیکن وہ براہ راست خالص خلافت نبوت کے مہتم بالشان فرائض کی قسم سے نہ تھی۔ بلکہ از قسم فرائض عامہ مومنین۔ کیونکہ خلافت نبوت کا زمانہ یوم وفات جناب علی علیہ السلام کو منقطع ہو چکا تھا۔ دیکھو مقولہ حضرت "الیوم انقطعت

جانا پڑا۔ حیات القلوب جلد ۲ ص ۳۲۳ +

(۴) رسول صلعم کو دشمنوں نے کئی دفعہ قتل کر دینا چاہا۔ لیکن حفاظت والا وعدہ الٰہی واللہ یعصمک من الناس پ ۶ ع ۱۴ پورا ہو کر رہا۔ اور اسی طرح یہ وعدہ رسول صلعم کے سب سے بڑے صحابی ابو بکر صدیق رضؓ خلیفہ بلا فصل جسکو خدا نے ثانی اثنین فرمایا تھا پورا ہوا اسی طرح دوسرے مقامات پر جو خدا نے انبیاء اور اُن کی اتباع کامل کی نصرت فی الحیوٰۃ الدنیا کے وعدے ہیں رسول صلعم اور اُس کے ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں پورے ہوئے حتیٰ کہ وعدہ مندرجہ آیت ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ۹ بھی +

(۵) کیا رسول صلعم کے حین حیات اور کیا بعد وفات آنحضرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں اصحاب رسول صلعم کو جن غزوات میں شامل ہونے کا شرف حاصل رہا۔ وہ بلاشبہ خالص دینی جہاد تھے۔ دیکھو ملا باقر مجلسی صاحب آیت وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ الخ کی تفسیر یوں لکھتے ہیں۔ یعنی وعدہ داد است شمارا خدا غنیمت ہائے بسیار کہ خواہید گرفت آنہا را مانند غنیمت ہائے فارس و روم و غیر آنہا کہ بدست عساکر مسلمانان

خلافۃ النبوۃ" اصول کافی ص۲۴۸ اور حدیث۔ الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذالک۔ ترمذی باب ما جاء فی الخلافۃ مطبوعہ فخر المطابع دہلی ۱۲۷۰ھ ص۳۷ ‡

(۶) واقعہ کربلا کو ایک مصیبت کبریٰ اور واہیہ عظمےٰ ظاہر کیا جاتا ہے بلکہ تمام انبیاء کے مصائب کا مقابلہ کرکے اس کو بے نظیر دردانگیز واقعہ بتلاتے ہیں لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اسمیں زیادہ تر شعرائے ایران وہند وپنجاب وقصاص وذاکرین کی مبالغہ پرستی کو بہت کچھ دخل ہے یہی وجہ ہے کہ آجتک جسقدر کتب مقاتل لکھی گئی ہیں تاریخی حیثیت سے ان میں ایک بھی معتبر نہیں۔ خود محققین شیعہ نے ان کتب کی تضعیف کیطرف توجہ کی ہے۔ دیکھو کتاب

آمد۔ حیات القلوب جلد۲ ص۴۰۲

وحق تعالیٰ در چند آیت دیگر خبر دادہ است از فتح بلاد فارس وروم وفتح ہائے ونصرتہائے دیگر۔ حیات القلوب جلد۲ ص۱۵۵۔

ولکن المہاجرین ظلموا من جہتین ظلمہم اہل مکۃ باخراجہم من دیارہم واموالہم فقاتلوا ہم باذن اللہ لہم فی ذالک وظلمہم کسریٰ وقیصر ومن کان دونہم من قبائل العرب والعجم بما کان فی ایدیہم مما کان المومنون احق بہ منہم فقد قاتلوہم باذن اللہ عزوجل لہم۔ فروع کافی جلد ا کتاب الجہاد باب من یجب علیہ الجہاد ومن لا یجب ص۶۱۲ ‡

(۷) حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ مصائب انبیاء کو پیش آتے ہیں۔ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل مجمع البحرین زیر لفظ مثل ص۴۹۵۔ نوح علیہ السلام کے بارہ میں خدا فرماتا ہے ونجیناہ واہلہ من الکرب العظیم ۲۳ و ۱۷ سورہ انبیاء کو دیکھو ہر ایک نبی کے مصائب کا حال لکھا ہے پھر خاصکر رسول صلعم کے مصائب کی بابت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ فان الخلق لم یصابوا بمثلہ صلی اللہ علیہ وآلہ۔ قط

لولو و مرجان محقق نوری الطبرسی۔ وہ نہ ملے تو رسالہ تذکرۃ الذاکرین مؤلفہ خاکسار راقم ملاحظہ کریں ؎

(۷) واقعہ کربلا کا پہلا اثر یہ ظاہر ہوا کہ تمام مؤمنین مرتد ہو گئے۔ سوائے تین کے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام۔ قال ارتد الناس بعد قتل الحسین صلوات اللہ علیہ

کتاب الروضۃ صـ۸۳

کی زندگی کا ہر ایک دن آپ کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لئے نمونہ کربلا تھا۔ پھر مدنی زندگی میں بھی آپ کو جن جن غزوات میں کفار کا مقابلہ کرنا پڑا وہ اپنی اہمیت میں کربلا سے کم نہ تھے خصوصاً بدر و احد و خندق و حنین و تبوک اور ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے مثال کے طور پر ایک بدر کو ہی لو۔ سورہ انفال میں کس زور شور کے ساتھ اس کا ذکر ہے اور کتب میں بھی اس عظیم الشان واقعہ کا ذکر کمال عظمت کے ساتھ مذکور ہے وہی اعز وقعۃ کانت فی العرب بھا اعز اللہ الاسلام واھلہ۔ کتاب الروضۃ صـ۵۴۔ ملا باقر مجلسی اس کا ذکر کرنے سے پہلے لکھتے ہیں۔ غزوہ بدر۔ اعظم فتوح اسلام است۔ حیات القلوب جلد ۲ صـ۳۳۶

۵ کجا کلام خدا و حدیث پیغمبرؐ
کجا روایت موہون و شعر و افسانہ
سر امام تلک کی نہیں خبر ان کو
کہاں کے محرم اسرار ہیں یہ بیگانہ

(۷) غزوات اسلام کا پہلا اور دائمی اثر یہ ہوا ہے کہ ہوا خواہان اسلام کے دل باغ باغ ہو گئے اور اب تک جوں جوں ان واقعات کو لوگ پڑھتے سنتے ہیں۔ مارے خوشی کے پھولے

الا ثلثة ابو خالد الکابلی ویحیی ابن ام الطویل وجبیر بن مطعم رجال کشی صـ۸۳ +

اور مابعد کو مومنین کے گھروں میں سوگ پڑ گئے۔ اور اب تک ماتم کدے اور امام باڑے قائم کئے جارہے ہیں۔ اور ہندوستان وایران وغیرہ ممالک میں ہر محرم کو رسوم تعزیتیہ بجالائے جاتے ہیں +

(۸) امام حسین علیہ السلام سید الشہدائے کربلا ہیں +

(۹) امام حسین علیہ السلام سید الشباب اہل الجنة ہیں +

(۱۰) زیادہ سے زیادہ ایک خوش اعتقاد شیعہ جو رتبہ امام علیہ السلام کا بیان کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کی شہادت موجب احیائے اسلام ہوئی۔ اور بس +

نہیں سماتے۔ اور خدا کی حمد کرتے اور رسول صلعم اور ان کے جان نثاروں پر رحمتیں بھیجتے ہیں دشمنان اسلام پر ایسی بیکسی چھائی ہے کہ اُن کا کوئی سوگ کرنیوالا بھی باقی نہیں فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین ہے اگر کوئی ہے بھی تو امام حسین علیہ السلام کے سوگواروں سے بدرجہا بڑھ کر رہیں رنج والم ہے +

(۸) صحابہ رسول صلعم میں سید الشہدائے اسلام ہیں۔ و حمزة عمک سید الشہدا۔ کتاب الروضة صـ۲۵ +

(۹) صحابہ کرام رسول صلعم بہشت کے پادشاہ ہیں۔ دیکھو اول خطبہ رسول صلعم۔ ترک کنید بُت پرستی را و اجابت نمائید مرا در آں چہ شمارا باں میخوانم تا پادشاہاں عرب گردید وگروہِ عجم شمارا فرمانبرداراں گردند و در بہشت پادشاہاں باشند۔ حیات القلوب جلد ۲ صـ۲۵۵

(۱۰) صحابہ رسول صلعم کی وہ شان ہے کہ انکی زندگی موجب بقائے اسلام اور انکی ہلاکت موجب ہلاکت اسلام ہے۔ دیکھو جو دعا رسول خدا صلعم نے بدر کے دن اپنے اصحاب کی قلت کو دیکھ کر مانگی۔ اس کا ایک فقرہ یہ ہے۔ ثم رفع یدہ الی السماء فقال یارب ان تہلک ہذہ العصابة لم تعبد وان شئت لم تعبد لا تعبد۔ تفسیر صافی زیر آیة وان للکافرین عذاب النار۔ سورۂ انفال۔ اور اس کا ترجمہ حیات القلوب جلد ۲ صـ۲۳۶ +

(وتلک عشرة کاملة)

صحابہؓ

اسلامی مؤرخین میں صحابی کی تعریف میں اختلاف ہے۔ اکثر تو اس طرف گئے ہیں کہ (۱) صحابی وہ شخص ہے جو اسلام کی حالت میں نبی کریمؐ سے ملے اور پھر وفات بھی اسلام کی حالت میں پائے یعنی مرتد نہ ہو۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ (۲) صحابی وہ ہے جو کوئی حدیث یا اوّل درجہ کوئی ایک کلمہ ہی رسول کریم سے روایت کرے یا ایک دفعہ آپ کا چہرہ مبارک دیکھے۔ لیکن بعض اور لوگوں کے نزدیک یہ تعریف ہے کہ (۳) جو شخص بلوغت کی حالت میں آپ کو دیکھے اور دین اسلام کو تسلیم کرے پھر خواہ ایک ساعت ہی رسول کریمؐ کی صحبت میں رہا ہو۔ یہ تو تعریف میں اختلاف تھا۔ اب اس کے بعد مورخین نے صحابہ کے طبقات بنائے ہیں اور مختلف صحابہ کو مختلف طبقوں میں مانا ہے ان کی تقسیم کے لحاظ سے صحابہؓ کی ۱۳ قسمیں ہیں:۔

(۱) جو اسلام میں متقدم ہیں جیسے خدیجہؓ۔ علیؓ۔ زیدؓ۔ ابوبکرؓ +

(۲) وہ جو کہ اسلام کے اچھی طرح ظہور کے وقت مسلمان ہوے جیسے حضرت عمرؓ +

(۳) حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کرنے والے +

(۴) عقبہ اولیٰ میں بیعت کرنے والے چھ آدمی +

(۵) عقبۂ ثانیہ کے مبایعین جو ۱۲ آدمی تھے +

(۶) عقبہ ثالثہ میں اسلام لانے والے ۷۳ آدمی تھے +

(۷) جنھوں نے آپ کے مدینہ تشریف لے جانے کے بعد اور مسجد قبا کے بننے سے پہلے ہجرت کی +

(۸) بدر میں شامل ہونے والے +

(۹) غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ایمان لانے والے +

(۱۰) بیعت الرضوان میں شریک ہونے والے +

(۱۱) صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں بیعت کرنے والے +

(۱۲) فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے +

(۱۳) جنھوں نے بچپن کی حالت میں رسول کریم کو دیکھا +

ریویوز

شجرہ طیبہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مع خلفائے راشدین وعشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شجرہ نسب بصورت قطعہ رنگین نہایت خوشخط وخوشنما تیار شدہ ہمارے پاس موجود ہے جو دیوار پر آویزاں ہوسکتا ہے قیمت فی ار ڈیڑھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر منگوالیں +

درخواستیں بنام عبدالحمید صاحب غزنوی۔ مسجد چینیانوالی لاھور

سیرۃ ابن ہشام یہ سب سے پہلی اور مشہور ومعروف کتاب ہے جو سوانح نبی کریم صلعم میں لکھی گئی۔ بہت جامع۔ اس کا اُردو ترجمہ نہایت عمدہ اور سلیس خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۲/۸ روپے، حجم ۵۱۲ صفحے +

مجھسے اس کتاب کی سفارش کے لئے کہا گیا ہے۔ میں تمام محبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ یہ کتاب خریدلیں اور اسکی اشاعت میں حصّہ لے کر ثواب حاصل کریں ملنے کا پتہ منیجر کتب خانہ مولوی عبدالرحیم صاحب مسجد چینی لاھور

خلیفۃ المسلمین محقق چلکانوی سید ہادی حسن صاحب مولوی فاضل وکیل درجہ اول پٹیالہ نے ایک کتاب خلیفۃ المسلمین لکھی ہے جسمیں انھوں نے صرف آیات قرآن مجید سے مسئلہ خلافت وامامت کا فیصلہ کرنا چاہا ہے سید صاحب شیعہ خیالات کے بزرگ ہیں۔ انھوں نے اپنے خیالات کی اشاعت ایسے طریق پر کی ہے کہ جنبہ داری معلوم نہو۔ اور پڑھنے والے شیعہ اثر کے نیچے بھی آجائے گویا عملی طور پر تقیہ کے مفہوم کو واضح کیا ہے اس کتاب پر مفصل تنقید کسی دوسرے وقت ہوگی۔ فی الحال یہ لکھتا ہوں کہ جو صاحب تحقیق کے خواہاں ہوں اور علم بھی رکھتے ہوں (کیونکہ کتاب عام فہم نہیں) وہ ایک روپیہ پر مصنف مذکور سے منگوالیں اور پڑھیں۔ سلسلہ احمدیہ کی فتح مبین کا ایک یہ نشان بھی ہے کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض امام قائم حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام کے اصول پر بحث کرکے فیصلہ کرنیکی طرف شیعہ حضرات بھی متوجہ ہوگئے ہیں +

جو گھر ہے وہ اک مسجد ہے جو گھر میں ہے سو عابد ہے
کہ عبادت جس کو کہتے ہیں ان لوگوں کا جینا نکلا

تن من میں بھری ہے بجلی سی۔ ہر جی میں لگن ہے پیتم کی
جو نکلا اپنے سینے سے۔ اک مشعل طور دیا نکلا!!!

جگنو میں۔ دیئے میں بجلی میں تارے میں۔ چاند میں سورج میں
اک آتش عشق لگی دیکھی۔ اک جلوہ نورِ خدا نکلا

اِک ماہِ زمین کے جلوے سے خورشید فلک بے آب ہُوا
وہ چاند کہ گھٹتا شب کا ہے۔ نکلا تو مُنہ کو چھپا نکلا

اِس چاند کے مُکھڑے کی خوبی ہے مہرِ عرب کے پرتو سے
وہ تاب میں شمسِ ضحیٰ نکلا۔ یہ آب میں بدرِ دجےٰ نکلا

دنیا میں **غلام احمدؐ** سے پیدا ہے نمود **محمدؐ** کی
آخر کو ہم واماندوں میں وہ پاک مزکّی آ نکلا

وہ کالی رات ضلالت کی یاروں نے بسر کی رو رو کے
اب **نور دین** خدا نے دیا وہ نشانِ صبحِ ہُدیٰ نکلا

کیا وحشت تھی تاریکی میں۔ جی ڈرتے پاؤں بھٹکتے تھے
کیوں آنکھوں والو فرماؤ کیا سمجھے تھے اور کیا نکلا

کہتے تھے جس کو تم کا دیں تھا "کدعہ" حدیث پیمبر کا
تم مرزا مرزا کہتے تھے۔ وہ مہدی وہ عیسےٰ نکلا

کہتے تھے دُکان لگائی ہے۔ مرزا نے لُوٹ مچائی ہے
یاں "تنجیکم" کا سودا تھا۔ جب دیکھا مال کھرا نکلا

کیا مال ہے؟ مال تمہارا یہ وہ سینے سے دل لیتے ہیں
جو اس بازار میں جا نکلا وہ جان سے ہاتھ اُٹھا نکلا

دل دیتے ہیں جاں پاتے ہیں جاں دیتے جاناں پاتے ہیں
جو مول لگا۔ ناچیز لگا۔ جو مال ملا۔ اعلیٰ نکلا

حقّانی جھوٹ نہیں کہتے اس گاؤں میں آؤ دکھلائیں + کہ غلامِ احمد ختم رسل محبوب حبیبِ خدا نکلا +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

قیمت ۸/	چھ مشہور دوائیوں کا بکس	قیمت ۸/

آزمائش کیلئے آزمائش کیلئے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گذشتہ ۳۱ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں اس لئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنیکی ضرورت نہیں صرف نئے اصحاب کیلئے جو اشتہاری ادویات سے متنفر ہو گئے ہیں۔ یقین دلانے اور آزمائش کے لئے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کے (نمونہ کا بکس) بنا ہے جسمیں ہر ایک اسقدر کافی ادویہ ہیں کہ آزمائش پورے طور سے ہوسکتی ہے یہ سیٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جنکے ساتھ انکے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر باریوں کے لئے یہ انمول ہے اور مسافرت کی حالت میں بہت مدد دیتی ہے تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر ایس کے برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے اپنی خواہ دوسرونکی تھوڑے ہی خرچ میں بہتری ہوسکتی ہے۔ ہر ایک پوری شیشی کے دام الگ الگ ہیں +

دواؤں کے نام

دمہ کی دوا۔ دمہ کیسا ہی زور میں ہو فوراً دباتی ہے +

کولا ٹانک۔ ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانے کی دوا +

مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ +

عرق کافور۔ ہیضہ اور گرمی کے دست کی ایک ہی دوا ہے +

جلاب کی گولیاں۔ جلاب کی گولیاں شب کو سوتے وقت کھا لینے سے صبح کو خاصہ اجابت ہوتی ہے +

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا +

پوری حالت کی فہرست بلاقیمت طلب کرکے دیکھئے ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے +

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

نوٹ - ڈاکٹر ایس کے برمن کی فوری جنتری ۱۹۲۱ء کی خوبصورت تیار ہوئی دس شریف ... نام پتہ صاف لکھئے ... جنتری بلاقیمت ... مع تصویر ...